# مسلمان عورت
کا
# پردہ اور لباس

شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ



شعبہ نشر و اشاعت
جمعیۃ اہل حدیث جموں و کشمیر

نحمدہٗ ونصلّی علی رسولہ الکریم! أما بعد!

کتابوں کی ضرورت، اہمیت اور افادیت سے کسی فردِ بشر کو انکار نہیں، تاہم جب انہیں وقت کے تقاضوں کے عین مطابق عصری اسلوب میں پیش کیا جائے تو اُن کی افادیت و اہمیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ جمعیت اہل حدیث جموں و کشمیر نے روزِ اوّل سے ہی اِسی اہمیت کے پیشِ نظر دیگر شعبوں کی طرح شعبہ نشر واشاعت کی طرف کافی توجہ دی۔ آج تک مختلف موضوعات پر مشتمل سیکڑوں نادر و نایاب دینی کتابیں ہزاروں کی تعداد میں زیورِ طباعت سے آراستہ کر کے منظر عام پر لائی گئیں۔ خصوصاً مولانا شوکت احمد شاہؒ کے دس سالہ دورِ صدارت میں علماء دین، ائمہ مساجد اور مبلّغین حضرات کی خدمت میں بیش قیمت کتب تحفتاً پیش کیں گئیں۔ نیز افادۂ عامہ کی غرض سے جمعیت کی مقامی، حلقہ، تحصیل اور ضلع لائبریریوں میں انہیں رکھا گیا تاکہ نئی نسل کو موجودہ انارکی، بے راہ روی اور اخلاقی بحرانوں سے نکال کر بسلامت ساحلِ مراد تک لے جایا جاسکے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سارے متلاشیانِ حق کو ان کے مطالعہ سے راہِ ہدایت نصیب ہوئی۔ موجودہ قیادت نے مرحوم شاہ صاحب کے مشن کو جاری و ساری رکھنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ متعدد کتب پر مشتمل یہ سیٹ اِسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ مولانا شوکت شاہ صاحبؒ کی ایماء پر انہیں پریس میں دیا گیا تھا مگر ''اے بسا آرزو کہ خاک شدہ'' ان کی زندگی نے وفا نہ کی۔ آج اُن کی شہادت کے بعد ہم اِس دُعا کے ساتھ انہیں منظرِ عام پر لا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی قبر کو پرنور کرے، اُن کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے اور ہمیں خلوص و للٰہیت کی دولت بے پایاں نصیب کرے۔ ایں دُعا از من و جملہ جہاں آمین باد

محتاجِ دُعا

ملک غلام رسول

(صدر جمعیت اہل حدیث جموں و کشمیر)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ایک نادر کتاب

حجاب المرأة المسلمة ولباسها في الصلاة

اُردو ترجمہ

# مسلمان عورت کا پردہ اور لباس

ترجمہ

مقصود الحسن الفیضی

نظرثانی وتقدیم

فضیلۃ الشیخ صفی الرحمن المبارکفوری


شعبۂ نشر واشاعت

جمعیۃ اہلِ حدیث جموں وکشمیر

JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

H.O. Barbar Shah, Srinagar, Kashmir-1990001

M. : 9419003358, 9419004813, 0194-2473667

www.transworldmuslimuniversity.edu.in

www.ahlhadithjk.org


A

نام کتاب : مسلمان عورت کا پردہ اور لباس

از : شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہؒ

ترجمہ : مقصود الحسن الفیضی

صفحات : ۷۲

تعداد : ایک ہزار

سنہ اشاعت : ۲۰۱۱ء

طابع :

ناشر

شعبہ نشر واشاعت

جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر

JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR
H.O. Barbar Shah, Srinagar, Kashmir-1990001
M. : 9419003358, 9419004813, 0194-2473667
www.transworldmuslimuniversity.edu.in
www.ahlihadithjk.org

# پیش لفظ

## بقلم فضیلۃ الشیخ صفی الرحمٰن المبارکپوری

الحمد لله، والصلاة والسلام علی عبده ورسوله المصطفى، وعلی آله وصحبه ومن والاه، أما بعد:

عورت کے لئے پردہ اسلامی شریعت کا ایک واضح حکم ہے- اور اس کا مقصد بھی بالکل واضح ہے- اسلام نے انسانی فطرت کے عین مطابق یہ فیصلہ کیا ہے کہ عورت اور مرد کے تعلقات پاکیزگی، صفائی اور ذمہ داری کی بنیادوں پر استوار ہوں- اور اس میں کہیں کوئی خلل در نہ آنے پائے- اس لئے اس نے زنا اور اس کے اسباب و دواعی پر مکمل قدغن لگائی ہے- کیونکہ یہ تکمیل خواہشات کا خالص حیوانی ذریعہ ہے- جس میں طہارت اور ذمہ داری کی ادنیٰ سی بھی جھلک موجود نہیں- بلکہ یہ جسمانی و روحانی آفات کا سرچشمہ ہے-

اسلام نے زنا کی اس برائی کے سدّباب کے لئے تین تدبیریں اختیار کی ہیں-

۱- ربانی ارشاد و ہدایت اور نبوی وعظ و تذکیر، اس کا بیان کتاب اللہ کی آیات اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف ابواب میں نہایت موثر اور بلیغ انداز سے موجود ہے- کہیں عفت و عصمت پر بہترین اجر و انعام کا ذکر ہے تو کہیں فحش کاری پر وعید شدید-

۲- حدود اور سزائیں جس کے تحت غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑے مارنے اور شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے کا انتہائی شدید ترین حکم ہے۔

۳- غیر محرم مرد و عورت کی ایک دوسرے سے مکمل علیحدگی، اور ان کے باہمی اختلاط پر دو ٹوک پابندی- اسی پابندی کا حصہ یہ ہے کہ اگر عورت کو گھر سے باہر نکلنا، اور اجنبی مردوں کے سامنے سے گذرنا پڑے تو وہ پردہ کرلے-

چونکہ چہرہ حسن و قبح کا اصل معیار ہے، اور اس پر ابھرنے والے تاثرات دلی جذبات و احساسات کی ترجمانی کرتے ہیں- اور نگاہ پیغام رسانی کا کام انجام دیتی ہے- بلکہ خفتیہ جذبات و احساسات کو ابھارتی بھی ہے- اس لئے پردے کے حکم کا اولین نشانہ یہ ہے کہ چہرہ نگاہوں سے اوجھل رہے- اور نگاہ، نگاہ سے ٹکرانے نہ پائے-

مگر یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ علماء نے سب سے بڑھ کر اسی مسئلہ میں اختلاف کیا ہے- اور بہت سے پُر جوش لوگوں نے اس بے احتیاطی کو عین منشائے اسلام قرار دیا ہے- اور اس کے لئے عجیب و غریب "دلائل" پیش کئے ہیں- چنانچہ ایک دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ عورت کو حالتِ نماز میں چہرے اور ہاتھ کھلا رکھنے کی اجازت ہے- انہیں ڈھانپنے کا حکم نہیں ہے- اس لئے یہ دونوں پردے کے دائرے سے خارج ہیں-

حالانکہ اگر غور کیا جائے تو یہ بالکل بے تکی دلیل ہے- کیونکہ نماز کی ستر پوشی ایک الگ چیز ہے، اور اِنسانوں سے پردہ الگ چیز- بسا اوقات نماز

میں ایک چیز کے پردے کا حکم ہے، مگر انسانوں سے اس کے پردے کا حکم نہیں- مثلاً مرد کو نماز میں کندھے ڈھانپنے کا حکم ہے- مگر انسانوں کے سامنے نہیں- بس اسی کے برعکس یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز میں ایک چیز کے پردے کا حکم نہ ہو اور انسانوں کے سامنے ہو-در حقیقت نماز میں ستر کا حکم کچھ اور مقاصد رکھتا ہے اور انسانوں سے پردے کا حکم کچھ اور ہی مقاصد رکھتا ہے- لہٰذا ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کر سکتے-

پیش نظر رسالہ میں- جو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃاللہ علیہ کی بعض تحریروں سے مقتبس ہے- اس نکتے کو بالخصوص بڑے مدلل اور جامع انداز سے بیان کیا گیا ہے- اور جیسا کہ امام موصوف کی علمی بیکرانی کا خاص اور معروف انداز ہے یہ بیان اپنے دامن میں دوسرے بہت سے بے بہا علمی افادات کے ہیرے، جواہرات بھی لئے ہوئے ہے- جن سے استفادے کے لئے دیدہ ریزی مطلوب ہے- توقع ہے کہ یہ رسالہ قارئین کے لئے اس مسئلہ میں مشعلِ راہ ثابت ہو گا-

وبیداللہ التوفیق

صفی الرحمٰن المبارکپوری

مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ

الجامعۃ الاسلامیہ، المدینۃ المنورۃ

# نماز کا لباس

اس سے مراد وہ لباس ہے جو نماز کے وقت اختیار کیا جاتا ہے- اور جسے فقہاء نماز میں ستر کے بیان کا نام دیتے ہیں- فقہاء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ نماز میں جو اعضاء چھپانے ہیں وہ وہی ہیں جنہیں دوسروں کی نظروں سے چھپانا ہے یعنی "عورۃ"[1] یا شرمگاہ، چنانچہ انہوں نے نماز میں ستر کی حدود درج ذیل آیت سے لی-

﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ ﴾

یعنی عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو خود بخود ظاہر ہو جائے اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈال لیں-

پھر فرمایا

﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ ﴾ الآية[2].

---

[1] "عورۃ" سے مراد واجب ستر حصہ ہے- مرد کی "عورۃ" ناف سے لے کر گھٹنہ تک ہے- اور عورت کی "عورۃ" چہرہ اور ہاتھ کے سوا سارا جسم ہے- (نورانی) [2] پوری آیت اس طرح ہے-

﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ (النور، ۳۱).

اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کے لئے۔
ظاہری زینت کی تفصیل میں سلف کے دو قول ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ )اور ان کے موافقین کا خیال ہے کہ اس سے مراد کپڑے وغیرہ ہیں۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ )اور ان کے موافقین کا خیال ہے کہ اس سے مراد چہرہ اور ہاتھ میں موجود زینتیں ہیں جیسے سرمہ، انگوٹھی وغیرہ۔

ان دو تفسیروں کی بناء پر فقہاء نے نامحرم عورت کو دیکھنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض فقہاء کی رائے ہے کہ نامحرم عورت کے ہاتھ اور چہرے کو بغیر شہوت کے دیکھنا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ کا بھی ایک قول یہی ہے۔

بعض دوسرے فقہاء کی رائے ہے کہ نامحرم عورت کی طرف دیکھنا

---

اور عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کے سامنے اور اپنے باپ اور اپنے شوہروں کے باپ اور اپنے شوہروں کے بچوں، اپنے بھائی، اپنے بھتیجوں، اپنے بھانجوں، اپنی عورتوں، اپنے غلاموں اور گھر میں کام کاج کرنے والے ان مردوں کے سامنے جن کو عورتوں کی خواہش نہیں۔ یا ایسے نابالغ بچوں کے سامنے جو ابھی تک عورتوں کے بارے میں کچھ جانتے ہی نہیں۔

نیز عورتیں چلتے ہوئے اپنے پیروں کو زور سے زمین پر نہ ماریں کہ اس سے ان کی چھپی ہوئی زینت معلوم ہو۔

مسلمانو تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ جاؤ تاکہ تمہیں کامیابی نصیب ہو۔

جائز نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب یہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عورت پوری کی پوری حتیٰ کہ اس کے ناخن بھی چھپانے کی چیز ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے عورتوں کو دو قسم کی زینتوں سے نوازا ہے۔ ایک ظاہری زینت اور دوسری باطنی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے محرم اور شوہروں کے علاوہ عام آدمیوں کے سامنے ظاہری زینت کے ساتھ آنے کی اجازت دی ہے البتہ باطنی زینت کا اظہار صرف شوہر اور محرم رشتہ داروں کے سامنے کرنے کی اجازت ہے۔

آیتِ حجاب نازل ہونے سے پہلے عورتیں بغیر چادر اوڑھے باہر نکلا کرتی تھیں اور مرد ان کے چہرے اور ہاتھ دیکھ سکتے تھے۔ اس وقت عورت کے لئے اپنے چہرے اور ہاتھ کھلے رکھنا جائز تھا اور اس لئے اور ان کی طرف مردوں کا دیکھنا بھی جائز تھا۔ پھر جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمائی تو مسلمان عورتیں غیر محرم مردوں سے پردہ کرنے لگیں۔ آیتِ حجاب یہ ہے۔

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ يُدۡنِينَ عَلَيۡهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ﴾ (أحزاب:٥٩)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنی بیویوں، بیٹیوں، اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ اپنی چادروں سے گھونگھٹ نکال لیا کریں۔

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

زینب بنت جحش سے نکاح کیا تھا[1]
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت پردہ لٹکا دیا اور حضرت انس بن

---

[1] علامہ البانی حفظہ اللہ نے یہاں پر نوٹ لگایا ہے کہ: یہ بات سابقہ گفتگو سے میل نہیں کھاتی۔ حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کے وقت مذکورہ بالا آیت نازل نہیں ہوئی بلکہ اس وقت جو آیت نازل ہوئی وہ یہ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَدْخُلُواْ بُيُوتَ ٱلنَّبِيِّ إِلَّآ أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَٰظِرِينَ إِنَىٰهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَٱدْخُلُواْ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَٱنتَشِرُواْ وَلَا مُسْتَـْٔنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى ٱلنَّبِىَّ فَيَسْتَحْىِۦ مِنكُمْ ۖ وَٱللَّهُ لَا يَسْتَحْىِۦ مِنَ ٱلْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَٰعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ﴾ (الاحزاب:۵۳)

اے اہل ایمان! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں بغیر اجازت نہ داخل ہو۔ ہاں! اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو جاؤ لیکن اس کے پکنے کا انتظار نہ کرو بلکہ جب بلایا جائے تو جاؤ اور کھانے کے بعد بکھر جاؤ کسی بات کی دلچسپی میں نہ لگو کیوں کہ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ شرم کی وجہ سے تمہیں کچھ نہیں کہتے۔ لیکن اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔ اور جب اُمہات المومنین سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو۔

یہ وہ آیت ہے جو حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کے وقت نازل ہوئی، دیکھئے صحیح البخاری کتاب التفسیر، صحیح مسلم کتاب النکاح، تفسیر ابن کثیر ۳/ ۵۰۳، تفسیر الدر المنثور ۵/ ۲۱۳، ہو سکتا ہے کہ یہ آیت مصنف رحمہ اللہ سے یا ناسخ سے ساقط ہو گئی۔ اور یہی دوسری صورت زیادہ قرین قیاس ہے۔

A

مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھنے سے منع فرمادیا[1] اور غزوہ خیبر کے موقعہ پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے منتخب فرمایا تو صحابہ کرام نے آپس میں باتیں کیں-اور کہنے لگے اگر

---

[1] حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کے شادی میں گوشت اور روٹی کا ولیمہ کیا تو مجھے لوگوں کو کھانے پر بلانے کے لئے بھیجا، لوگ جماعت در جماعت آئے اور کھاکر واپس چلے گئے حتی کہ اب کوئی ایسا شخص باقی نہ بچا جسے میں بلاتا- آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں عرض کیا کہ اب کوئی ایسا شخص باقی نہیں ہے جسے کھانے پر بلایا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستر خوان اٹھانے کا حکم دیا' لیکن تین شخص بیٹھے باتیں کرتے رہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے تک تشریف لے گئے آپ نے سلام کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا اور عرض گذار ہوئیں کہ آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا' اللہ آپ پر اپنی برکت نازل فرمائے-اس طرح آپ نے یکے بعد دیگرے اپنی تمام ازواج مطہرات کے حجروں کا چکر لگایا اور ہر ایک نے وہی کچھ کہا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا- پھر واپس ہوئے اور دیکھا کہ ابھی تک وہ تینوں آدمی بیٹھے ہوئے ہیں- آپ بہت ہی شرمیلے تھے آپ پھر یہاں سے نکلے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے- معلوم نہیں میں نے آپ کو بتلایا یا کسی اور ذریعہ سے آپ کو ان لوگوں کے نکل جانے کی اطلاع ملی- پھر آپ واپس تشریف لائے اور ابھی آپ نے اپنا ایک پاؤں دروازے کی چوکھٹ پر رکھا تھا اور دوسرا باہر ہی تھا کہ میرے اور اپنے بیچ میں آپ نے پردہ لٹکا لیا اور آیت حجاب نازل ہوئی-

صحیح البخاری: ۴۷۹۳ کتاب التفسیر باب لا تدخلوا بیوت النبی إلا ان یوذن لکم-

صحیح مسلم: ۱۴۲۸ کتاب النکاح باب زواج زینب بنت جحش و نزول الحجاب-

نوٹ: یہ حدیث صحیحین میں متعدد بار مختصر و مطول منقول ہے ان تمام الفاظ کو جامع الاصول ج ۲ ۳۱۱ تا ۳۱۶ میں دیکھا جا سکتا ہے-(مترجم)

آپ نے انہیں پردہ کرایا تو امہات المومنین میں سے ہیں ورنہ لونڈی ہیں۔ چنانچہ آپ نے انہیں پردہ کرادیا[1] پھر جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ جب بھی ان سے کوئی چیز طلب کی جائے تو پردہ کے اوٹ سے طلب کی جائے اور یہ بھی حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ، بچیاں اور مسلمانوں کی عورتیں اپنی چادر کا گھونگھٹ لٹکا لیا کریں ، تو

---

[1] یہ ایک لمبی حدیث ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے صحیح البخاری میں متعدد جگہ اجمالاً و تفصیلاً نقل کیا ہے۔ ہم یہاں پر کتاب النکاح سے مختصراً نقل کرتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أقام النبي ﷺ بين خيبر والمدينة ثلاثا، يبنى عليه بصفية بنت حي، فدعوت المسلمين إلى وليمة، فما كان فيها خبز ولا لحم، أمر بالانطاع فالقي فيها من التمر والإقط والسمن فكانت وليمته، فقال المسلمون: إحدى أمهات المؤمنين، أو مما ملكت يمينه؟ فقالوا: إن حجبها فهي من أمهات المؤمنين- وإن لم يحجبها فهي مما ملكت يمينه. فلما ارتحل وطى لها خلفها ومد الحجاب بينهما وبين الناس.

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خیبر اور مدینہ منورہ کے بیچ تین دن تک قیام پذیر رہے اور وہیں پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس رخصت کی گئیں۔ میں نے مسلمانوں کو ولیمہ پر بلایا اس ولیمہ میں گوشت اور روٹی وغیرہ کا انتظام نہ تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستر خوان بچھانے کا حکم دیا جس پر کچھ کھجور، گھی اور پنیر وغیرہ ڈال دیا گیا اور یہی اس دن کا ولیمہ تھا۔ مسلمانوں نے آپس میں حضرت صفیہ کے متعلق قیاس آرائیاں کیں کہ یہ امہات المومنین سے ہیں یا لونڈی ہیں؟ پھر لوگوں نے کہا کہ اگر آپ نے انہیں پردہ کرایا تو امہات المومنین سے ہیں ورنہ لونڈی۔ جب آپ نے کوچ کیا تو حضرت صفیہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور ان کے اور لوگوں کے بیچ پردہ کھینچ دیا۔

صحیح البخاری: ۵۰۸۵ کتاب النکاح باب اتخاذ السرای۔

صحیح مسلم: ۱۳۶۵ کتاب النکاح باب فضیلة اعتاقه امة ثم یتزوجها۔

مسلمان عورتوں نے نقاب پہننا شروع کر دیا۔

(چادر کے لئے یہاں لفظ "جلباب" استعمال کیا گیا ہے)۔

"جلباب" سے مراد وہ کپڑا ہے جو سر سمیت پورے بدن کو ڈھک لے جسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے "رداء" یعنی چادر کہا ہے۔ اور جسے عام لوگ ازار کہتے ہیں۔ یعنی اتنا بڑا ازار جو سر اور باقی بدن کو ڈھک لے۔ گھونگھٹ لٹکانے کی تفسیر حضرت عبیدۃ رحمہ اللہ علیہ نے یہ کی ہے کہ عورت اپنی چادر کو سر سے اس طرح لٹکائے گی کہ اس کی صرف آنکھیں ظاہر رہیں گی۔ نقاب بھی اسی طرح کی چیز ہے۔ صحیح البخاری وغیرہ میں ہے کہ: إن المحرمة لا تنتقب ولا تلبس القفازين[1]

حالت احرام میں عورت نہ نقاب پہنے نہ دستانہ استعمال کرے۔

پھر جب عورتوں کو "جلباب" یعنی لمبی چادر اوڑھنے کا حکم اس لئے تھا کہ وہ پہچانی نہ جا سکیں، اور یہ بات چہرہ چھپانے سے یا چہرہ پر نقاب لگانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ تو یہیں سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ چہرہ اور ہاتھ اس زینت میں داخل ہیں جسے غیر محرم مردوں کے سامنے ظاہر نہیں کیا جا سکتا!

لہذا اجنبی مردوں کے لئے عورت کے صرف ظاہری کپڑوں کے

---

[1] صحیح البخاری: ۱۸۳۸ کتاب جزاء الصید باب ماینھی من الطیب للمحرم و المحرمة عن عبداللہ بن عمر۔

دیکھنے کی حلت باقی رہ جاتی ہے۔معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مسئلہ کی آخری کڑی کا ذکر کیا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مسئلہ کے ابتدائی مرحلے کا۔ا

اسی بنیاد پر لفظ "أو نسائهن أو ماملكت أيمانهن" (یعنی ایک مسلمان عورت دوسری مسلمان عورتوں اور اپنے غلاموں کے سامنے بھی زینت کو ظاہر کر سکتی ہے) سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورت اپنے زر خرید غلام کے سامنے اپنی باطنی زینت ظاہر کر سکتی ہے۔ اس بارے میں بھی علماء کے دو قول ہیں۔

۱- بعض علماء کا خیال ہے کہ "ما ملکت أيمانهن" سے مراد لونڈیاں یا اہل کتاب لونڈیاں ہیں۔ سعید بن المسیب رحمہ اللہ علیہ کا یہی قول ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ وغیرہ نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔

۲- کچھ دوسرے علماء کا خیال ہے کہ اس سے مراد مرد غلام ہیں۔ یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کا قول ہے اور یہی امام شافعی وغیرہ کا

---

ا مؤلف رحمہ اللہ علیہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے ڈھکنے کا مسئلہ دو مرحلوں سے گذرا ہے۔ پہلا مرحلہ تو یہ تھا کہ عورتیں باہر نکلتے وقت اسے کھلا رکھتی تھیں کیونکہ وجوبی طور پر اس کے چھپانے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اور دوسرا مرحلہ وہ ہے جب انہیں وجوبی طور پر غیر محرم مردوں کے سامنے چہرے اور ہاتھوں کے چھپانے کا حکم دے دیا گیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے زینت ظاہرہ کی تفسیر جو صرف کپڑے وغیرہ سے کی ہے تو آپ نے آخری مرحلے کا ذکر فرمایا ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے مرحلے یعنی نسخ سے پہلے کا ذکر کیا ہے۔ (مترجم)

مذہب ہے، امام احمد رحمہ اللہ علیہ سے ایک دوسری روایت بھی یہی ہے
-اس تفسیر کا تقاضہ ہے کہ زر خرید غلام اپنی مالکہ کو دیکھ سکتا ہے-

اس بارے میں متعدد حدیثیں [1] بھی موجود ہیں (جس سے اس بات کا جواز ملتا ہے کہ عورت کا غلام اپنی مالکہ کو دیکھ سکتا ہے) اور یہ اجازت صرف ضرورت کے پیش نظر ہے، کیونکہ عورت کو اپنے غلام سے ہمکلام ہونے کی اس سے کہیں زیادہ ضرورت رہتی ہے جس قدر گواہ، مزدور اور شادی کا پیغام دینے والے کو دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے-اس لئے جب ان کے لئے دیکھنا جائز ہے تو غلام کے لئے دیکھنا بدرجہ اولی جائز ہوگا [2] لیکن اس دلیل سے اس بات کا جواز نہیں بن جاتا کہ یہ غلام اپنی

---

[1] مثلاً حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی درج ذیل روایت کہ "النبی صلی الله علیه وسلم أتی فاطمة بعبد كان قد وهبه لها، قال: وعلى فاطمه رضى الله عنها ثوب اذاقنعت به رأسها لم يبلغ رجليها و اذا غطت رجليها لم يبلغ رأسها فلما رأى النبى صلى الله عليه وسلم ماتلقى قال: انه ليس عليك بأس - انماهو أبوك وغلامك: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک غلام لے کر آئے-جسے حضرت فاطمہ کی خدمت کے لئے ہبہ کیا تھا-اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم پر ایک چادر تھی جب اس سے اپنے سر کو چھپاتیں تو پیر کھل جاتے اور پیروں کو چھپاتیں تو آپ کا سر ننگا رہ جاتا-جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ پریشانی دیکھی تو فرمایا کہ کوئی حرج نہیں- یہ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہارا غلام ہے-

سنن ابوداؤد: ۴۱۰۶ كتاب اللباس باب العبد ينظر الى شعر مولاته-(مترجم)

[2] بوقت ضرورت عورت غلام کو مخاطب کر سکتی ہے کیونکہ گواہ بوقت گواہی اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے- منگنی کے وقت منگنی کرنے والا اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھ سکتا ہے تو جب ایسی کبھی کبھار ☆☆

مالکہ کا محرم بھی بن سکتا ہے جس کے ساتھ وہ سفر وغیرہ وغیرہ کر سکتی ہو جیسا کہ دوسرے اجنبی مرد جو جنسی خواہش نہ رکھتے ہوں ان سے پردہ تو ضروری نہیں لیکن وہ عورت کیلئے محرم کی حیثیت بھی نہیں رکھتے کہ ان کے ساتھ سفر بھی جائز ہو۔

پس یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کے لئے عورت کا دیکھنا جائز ہو اس کے ساتھ سفر اور اس سے خلوت و تنہائی بھی جائز ہو بلکہ عورت کا زر خرید غلام صرف ضرورت کے پیش نظر اپنی مالکہ کو دیکھ سکتا ہے۔ البتہ نہ تو اس کے ساتھ سفر کر سکتا ہے اور نہ ہی خلوت و تنہائی میں اس سے مل سکتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان کے تحت وہ اس اجازت میں داخل نہیں ہے۔ فرمایا:

لا تسافر المرأة إلا مع زوج أوذی محرم[1]

"کوئی عورت بغیر محرم یا شوہر کے سفر نہ کرے۔"

کیونکہ غلام اگر آزاد ہو جائے تو یہ عورت (اس کی مالکہ) اس سے نکاح کر سکتی ہے جس طرح کہ بہن کا شوہر ایک بہن کو طلاق دے دے تو

---

☆ کبھار پیش آنے والی ضرورتوں پر عورت کو شریعت نے یہ اجازت دی ہے کہ وہ اپنے چہرے کو کھول سکتی ہے تو ہمہ وقت در پیش ضرورت کے لئے بدرجہ اولیٰ چہرہ کھولنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ (مترجم)

1۔ صحیح البخاری: ۱۱۹۷ کتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة باب مسجد بيت المقدس نحوة۔
صحیح مسلم: ۸۲۷ کتاب الحج باب سفر المرأة مع محرم إلى حج أوغيره۔

دوسری بہن سے نکاح کرسکتا ہے اور محرم تو وہ ہوتا ہے جس پروہ عورت ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہو۔

اس لئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ عورت کا اپنے زرخرید غلام کے ساتھ سفر کرنا ہلاکت ہے [1] آیت میں اظہار زینت کی اجازت محرم رشتہ داروں اور بعض غیر محرم دونوں کے لئے ہے لیکن حدیث میں سفر کی اجازت صرف محرم رشتہ داروں اور شوہر کے ساتھ خاص ہے، باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"نسائهن أوما ملكت ايمانهن " یعنی عورت اپنی عورتوں یا غلاموں کے سامنے اپنی زینت کا اظہار کر سکتی ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ ارشاد ہے کہ "غير اولى الإربة" یعنی مسلمان عورتیں اپنی زینت جنسی خواہش نہ رکھنے والے مردوں کے سامنے بھی ظاہر کر سکتی ہیں لیکن اپنے غلام، اپنی عورتیں اور جنسی خواہش نہ رکھنے والے مردوں کے ہمراہ سفر نہیں کر سکتیں۔

---

[1] علامہ البانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس معنی میں جو مرفوع حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ سنداً صحیح نہیں ہے اور اس کی تفصیل میں سے سلسلة الاحاديث الضعيفه و الموضوعة ۳۷۰۱ میں بیان کر دی ہے۔
علامہ الہیثمی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام البزار اور امام الطبرانی نے المعجم الاوسط میں روایت کیا ہے جس کی سند میں بزیع بن عبدالرحمن راوی کو امام ابو حاتم نے ضعیف قرار دیا ہے۔
ملاحظہ ہو۔ مجمع الذوائد ۳/۲۱۷۔ باب سفر النساء۔

ارشاد باری تعالیٰ : " او نسائھن" کی تفسیر میں مفسرین نے فرمایا کہ اس حکم سے کافر عورت اور مشرک عورت کو علیحدہ کیا گیا ہے۔ یعنی مسلمان عورت کی دایہ مشرکہ عورت نہیں بن سکتی اور نہ ہی مشرک عورت مومن عورت کے ساتھ حمام میں داخل ہو سکتی ہے [1]

البتہ یہودی عورتین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کرتی تھیں اور ان کے چہرے اور ہاتھوں وغیرہ کو دیکھا کرتی تھیں البتہ مردوں کو اس کی اجازت نہ تھی۔ چنانچہ چہرہ اور ہاتھ اہل کتاب ذمی عورتوں کے حق میں زینت ظاہرہ شمار ہونگے۔ البتہ اہل کتاب ذمی عورت کے لئے یہ جائز نہ

---

[1] علامہ البانی فرماتے ہیں کہ "نسائھن" کی یہی تفسیر صحیح ہے جو سلف صالحین سے بغیر کسی اختلاف کے مروی ہے کہ اس سے مراد صرف مسلمان عورتیں ہیں نہ کہ کافر عورتیں۔ دیکھئے! الدر المنثور، تفسیر ابن جریر، زاد المسیر ۶/۳۲ اور تفسیر ابن کثیر۔

بعض ہمعصر فضلاء کی یہ تفسیر کہ اس سے نیک سیرت و نیک خصلت عورتیں مراد ہیں چاہے وہ مسلمان ہوں یا کافر، ایک نئی تفسیر ہونے کے ساتھ ساتھ تفسیر سلف کے خلاف ہے اور عربی اسلوب کلام سے مطابقت نہیں رکھتی ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے "نسائھن" میں اضافت مسلمان عورتوں کی طرف کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورت اپنے قرابت داروں کے سامنے اپنی باطنی زینت کا اظہار کر سکتی ہے اور بالخصوص شوہر کے سامنے تو ہر ایسی زینت کا اظہار کرے گی جس کا اظہار اپنے محرم اور قریبی رشتہ داروں کے سامنے بھی نہیں کر سکتی۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: " ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن" (یعنی اپنے ڈوپٹوں کو اپنے گریبان پر ڈال لیں) اس بات کی دلیل ہے کہ عورت اپنی گردن چھپا کر رکھے گی۔ چنانچہ گردن ظاہری زینت کے بجائے باطنی زینت میں شمار ہوگی اور یہی حکم ہار اور دوسرے زیورات کا بھی ہے۔

ہوگا کہ مسلمان عورتوں کی باطنی اور پوشیدہ زینت کو دیکھیں۔ زینت کے ظاہر کرنے اور چھپانے کا معیار یہی ہے کہ عورت کسی کے لئے بھی صرف وہی زینت ظاہر کرسکتی ہے جس کا ظاہر کرنا اس کے لئے جائز ہو۔

# مردوں کا پردہ

یہ تھا مردوں سے عورتوں کے پردے کا بیان- باقی رہا مردوں کا مردوں سے پردہ اور عورتوں کا عورتوں سے پردہ تو اس کا تعلق خاص شرمگاہ سے ہے- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«لا ينظر الرجل إلى عورة الرجل ولا تنظر المرأة إلى عورة المرأة».

"کوئی مرد دوسرے مرد کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کی شرمگاہ کو دیکھے-"

اور ارشاد فرمایا:

«احفظ عورتك إلا عن زوجتك أو ما ملكت يمينك، قلت: فإذا كان القوم بعضهم في بعض؟ قال: إن استطعت أن لا ير فيها أحد فلا ير فيها، قلت: فإذا كان أحدنا خاليا؟ قال: فالله أحق أن يستحي منه»

---

[1] دیکھئے- صحیح مسلم: ۳۳۸ کتاب الحیض باب تحریم النظر الی العورات، سنن ابو داؤد: ۴۰۱۸ کتاب الحمام، سنن ترمذی: ۲۷۹۲ کتاب الأداب' باب کراهية مباشرة الرجال الرجال والمرأة المرأة عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ-

[2] دیکھئے- سنن ابو داؤد: ۴۰۱۷ کتاب الحمام باب ماجاء فی التعری، سنن الترمذی: ۲۷۶۹ کتاب الأداب باب ماجاء فی حفظه العورة عن بهزبن حکیم عن ابیه عن جده-

امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس کو اپنی صحیح میں مختصر اور معلقاً ذکر کیا ہے- دیکھئے: صحیح البخاری مع الفتح ۱/۳۸۵ کتاب الغسل باب من اغتسل عریانا وحده فی خلوة-

"اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا اپنی شرمگاہ کو ہر ایک سے محفوظ رکھو۔ صحابی کہتے ہیں میں نے کہا اگر لوگوں کی بھیڑ بھاڑ ہو تو؟ آپ نے فرمایا کہ حتیٰ الامکان کوشش کرو کہ کوئی تمہاری شرمگاہ نہ دیکھ سکے۔ صحابی نے دوبارہ عرض کیا: اگر کوئی تنہا ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ:

نهى رسول الله ﷺ أن يفضي الرجل إلى الرجل في ثوب واحد والمرأة إلى المرأة في ثوب واحد.[1]

"کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں نہ ہو اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں ہو۔"

اور بچوں سے متعلق فرمایا:

مروهم بالصلاة لسبع واضربوهم عليها لعشر وفرقوا بينهم في المضاجع[2]

"جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور دس سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو اور ان کے بستروں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دو۔"

---

[1] یہ حدیث ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی ماسبق روایت کا آخری ٹکڑا ہے۔ مصنف نے "نهى" کا لفظ لگا کر اس ٹکڑے کا اقتباس کیا ہے۔

[2] سنن ابوداؤد: ۴۹۵، ۴۹۶ کتاب الصلوة باب متی یومئر الغلام بالصلوة۔

یہ ممانعت ہم جنس کی شرمگاہ کی طرف دیکھنے اور اسے چھونے سے متعلق ہے کیونکہ اس میں بڑی بے حیائی اور فحاشی ہے- باقی رہی مردوں کے لئے عورتوں اور عورتوں کے لئے مردوں کی شرمگاہ دیکھنے کی ممانعت تواس لئے کہ اس میں جنسی شہوت ہے-(کہ مرد اگر عورت کی شرمگاہ کو یا عورت مرد کی شرمگاہ کو دیکھے تواس سے فطرۃً شہوت ابھرتی ہے-) بس یہ دو قسمیں ہوئیں-

اور ستر پوشی کی ایک تیسری قسم بھی ہے جس کا تعلق خاص حالت نماز سے ہے کیونکہ عورت اگر تنہائی میں نماز پڑھے تب بھی اسے چادر اوڑھنے کا حکم ہے[1] جبکہ حالت نماز کے علاوہ اپنے گھر کے اندر (جہاں اجنبی مرد نہ ہوں) اپنے سر کو کھلا رکھ سکتی ہے- معلوم ہوا کہ نماز کی حالت میں زینت کا اختیار یعنی ستر پوشی باری تعالیٰ کا حق ہے- اسی لئے یہ بھی جائز نہیں کہ کوئی بیت اللہ شریف کا طواف ننگے ہو کر کرے خواہ وہ رات کی تاریکی میں تن تنہا ہی کیوں نہ ہو اور نہ ہی کسی کو اس کی اجازت ہے کہ وہ ننگا نماز پڑھے- خواہ تنہا ہی کیوں نہ ہو- معلوم ہوا کہ نماز میں

---

[1] عن عائشه، عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال: لا یقبل الله صلاة حائض إلا بخمار- "یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی بالغہ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا-" ابوداؤد: ۶۴۱ کتاب الصلاۃ، باب المرأة تصلی بغیر خمار- الترمذی: ۳۷۷، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی لا تقبل صلاة المرأة الا بخمار-

زینت کا اختیار، یعنی عورت کی ستر پوشی ، لوگوں سے پردہ کے لئے نہیں (بلکہ رب العالمین کا حق ہے) لہٰذا یہ ایک الگ نوع ہے- اور وہ ایک الگ نوع ہے-

لہٰذا نمازی حالت نماز میں بسا اوقات اپنے جسم کا وہ حصہ چھپائے گا جسے نماز سے باہر ظاہر کر سکتا ہے- اور بسا اوقات نماز میں وہ حصہ ظاہر کرے گا جسے مردوں سے چھپانا ہے-

پہلی صورت: (یعنی جس کا چھپانا نماز میں تو واجب ہے لیکن نماز سے باہر اس کا چھپانا ضروری نہیں) کی مثال دونوں کندھے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ مرد اپنے کندھوں کو ڈھکے بغیر کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھے [1] یہ حکم نماز کے حق کی بنا پر ہے جبکہ مرد حضرات نماز کے علاوہ اپنے کندھے ننگے رکھ سکتے ہیں-

اسی طرح آزاد عورت نماز میں ڈوپٹہ اوڑھے گی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحیحین میں یہ روایت ان الفاظ میں مروی ہے: لا تصلي احد کم فی الثوب الواحدلیس علی عاتقیه منه شیٔ!
تم میں سے کوئی ایک ہی کپڑے میں اس حالت میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر اس کا کوئی حصہ نہ ہو- صحیح البخاری: ۳۵۹ کتاب الصلاۃ باب اذا صلی فی ثوب واحد: صحیح مسلم: ۵۱۶ کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی ثوب واحد و صفة لبسه!

لا يقبل الله صلاة حائض الا بخمار ۔[1]

"یعنی کسی بالغ عورت کی نماز اللہ تبارک تعالیٰ بغیر ڈوپٹہ کے قبول نہیں فرماتا۔"

حالانکہ اس کے لئے اپنے شوہر اور محرم رشتہ داروں کے سامنے اوڑھنی یا ڈوپٹے کا اوڑھنا ضروری نہیں ہے جبکہ وہ زینت باطنہ کا اظہار اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے کرسکتی ہے۔ جبکہ حالت نماز میں اس کے لئے سر کا کھلا رکھنا جائز نہیں - نہ محرم رشتہ داروں کے سامنے نہ ہی غیر محرموں کے سامنے۔

اس کے برعکس چہرہ ہاتھ اور پاؤں کا حکم ہے کہ صحیح مسلک یہی ہے کہ اجنبی مردوں کے سامنے عورت کے لئے جائز نہیں کہ ان اعضاء جسم کو ظاہر کرے حالانکہ نسخ سے پہلے اس کی اجازت تھی۔ لیکن اب صرف کپڑے وغیرہ کے اظہار کی اجازت ہے۔

---

[1] سنن ابو داؤد اور سنن الترمذی کے حوالے سے قریب ہی گذر چکی ہے۔ علامہ البانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اپنے عموم کے لحاظ سے آزاد اور لونڈی ہر ایک کیلئے یکساں حکم رکھتی ہے دونوں میں تفریق کی کوئی دلیل نہیں، چنانچہ آزاد عورت اور لونڈی میں فرق کرنا صحیح نہیں، جیسا کہ مصنف علیہ الرحمہ نے کیا ہے۔ اس تفریق کی کوئی دلیل مجھے شریعت میں نہیں مل سکی۔ اس کے برعکس یہ ضرور مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی سے فرمایا : "إختمري" یعنی چادر اوڑھ لو، اس حدیث کا حوالہ میری کتاب "حجاب المرأة" صفحہ ۴۵ پر دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ حدیث اس مسئلہ پر واضح دلیل ہے کہ آزاد عورت اور لونڈی دونوں ہی چادر اوڑھیں گی۔ اور یہ حدیث مذکورہ بالا عمومی حکم کی تائید کرتی ہے۔ (المترجم)

لیکن نماز میں چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کو چھپانا واجب نہیں ہے اس بات پر امت کا اتفاق ہے- حالانکہ چہرے کا شمار پوشیدہ زینت میں ہوتا ہے اس کے باوجود دوران نماز چہرہ کھلا رکھنا بالا جماع جائز ہے- اسی طرح جمہور علماء امام شافعی، امام ابو حنیفہ وغیرہما رحمہم اللہ کے نزدیک عورت نماز میں دونوں ہاتھوں کو بھی کھلا رکھ سکتی ہے- البتہ امام احمد رحمہ اللہ علیہ کے دو قول ہیں- ایک یہی ہے- اور ایک اس کے خلاف ہے- اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں پاؤں کا بھی یہی حکم ہے اور یہی مسلک زیادہ قوی ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پاؤں کو زینت ظاہرہ قرار دیا ہے چنانچہ آپ نے آیت "وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد "فتخ" ہے اور "فتخ" چاندی کے اس چھلے کو کہتے ہیں جسے عورتیں پاؤں کی انگلیوں میں پہنتی ہیں- امام ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اسے روایت کیا ہے-

یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں پہلے ہاتھوں اور چہروں کی طرح اپنے قدموں کو بھی کھلا رکھتی تھیں، باہر نکلتے وقت وہ اپنے دامن کو تو ضرور لٹکا لیتی تھیں لیکن چلتے وقت بسا اوقات ان کا پاؤں نظر آجاتا تھا کیونکہ عادتاً وہ جوتے یا موزے وغیرہ استعمال نہیں کرتی تھیں- اور حالت نماز میں اس کا ڈھکنا بڑی پریشانی کی بات ہے- خود ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر عورت کا کپڑا اتنا وسیع ہو کہ پاؤں کے اوپر والے حصے کو

ڈھانپ لے تو اس میں وہ نماز پڑھ سکتی ہے[1] ظاہر ہے کہ جب وہ سجدہ کرے گی تو اس کے پاؤں کا نچلا حصہ نظر آ سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ نص اور اجماع سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ عورت اگر گھر میں نماز پڑھے تو اس کے لئے جلباب کا استعمال ضروری نہیں ہے اور جلباب سے مراد وہ کشادہ چادر ہے جو عورت کے پورے بدن کو چھپاتی ہو بلکہ جلباب صرف اسی صورت میں ضروری ہے جبکہ وہ گھر سے باہر نکلے۔ گھر میں نماز پڑھتے ہوئے اگر عورت کا ہاتھ، پیر اور چہرہ کھلا رہے تو یہ جائز ہے۔ جیسا کہ آیت حجاب نازل ہونے سے پہلے مسلمان خواتین اسی حالت میں باہر نکلا کرتی تھیں۔ معلوم ہوا کہ نماز کی ستر وہ نہیں ہے جو نظر کی ستر ہے۔ اور نظر کی ستر وہ نہیں ہے جو نماز کی ستر ہے۔ خود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب کپڑوں ہی کو زینتِ ظاہرہ قرار دیا۔ تو یہ نہیں فرمایا کہ عورت پوری کی پوری پردے کی چیز ہے حتی کہ اس کا

---

[1] امام مالک رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محمد بن زید بن قنفذ کی ماں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ وہ کون کون سے کپڑے ہیں جن میں عورت نماز پڑھ سکتی ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ وہ اپنی اوڑھنی میں نماز پڑھ سکتی ہے اور اپنے عبا میں نماز پڑھ سکتی ہے بشرطیکہ پاؤں کا اوپری حصہ چھپا ہوا ہو۔

الموطا: کتاب الصلاۃ، باب الرخصۃ صلاۃ المرءۃ فی الدرع و الخمار ۱/۱۴۳

ابو داؤد: ۶۳۹ کتاب الصلاۃ باب فی کم تصلی المرأۃ۔

علامہ البانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے لیکن اس کی سند نہ مرفوعاً صحیح ہے اور نہ ہی موقوفاً۔ (مترجم)



A

ناخن بھی حکم پردہ میں شامل ہے بلکہ یہ تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ عورت نماز میں اپنے ناخن کو بھی چھپائے گی، کیونکہ فقہاء اسے "باب ستر العورۃ" سے موسوم کرتے ہیں۔ یعنی "قابل پردہ حصہ کو چھپانے کا بیان" یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں ہے اور نہ ہی قرآن وحدیث میں کہیں یہ الفاظ وارد ہیں کہ جن اعضاء کو نمازی دورانِ نماز چھپاتا ہے وہ پردہ شمار ہونگے بلکہ اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿خذوا زینتکم عند کل مسجد﴾ (الأعراف) یعنی مسجد کی حاضری کے وقت اپنی زینت (لباس) استعمال کرو۔ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ننگے ہوکر بیت اللہ شریف کا طواف کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا نماز بدرجہ اولیٰ ننگے ہوکر نہیں پڑھی جا سکتی۔

اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کپڑے میں نماز کا حکم دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "اولکلکم ثوبان" [1] یعنی کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو دو کپڑے ہیں۔

اور ایک کپڑے میں نماز سے متعلق فرمایا کہ: «إن كان واسعا فالتحف به وإن كان ضيقاً فاتزر به». اگر کشادہ ہے تو اس کو لپیٹ لو اور اگر چھوٹا

---

[1] صحیح البخاری: ۳۵۹ کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی الثوب الواحد۔
صحیح مسلم: ۵۱۵ کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی ثوب واحد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

[2] صحیح البخاری: ۳۶۱ کتاب الصلاۃ باب اذا کان الثوب ضیقاً۔
صحیح مسلم: ۷۲۲ کتال الزهد والرقائق في حديث طويل ۲۳۰۶/۴ عن جابر بن عبداللہ۔

ہے تہبند باندھ لو۔

اور ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا جبکہ نمازی کے کندھے پر اس میں سے کچھ نہ ہو[1]

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حالت نماز میں پردے کے حصے یعنی ران وغیرہ کو چھپانے کا حکم دیا جائے گا۔ اگرچہ حالتِ نماز کے علاوہ مرد کا ان چیزوں کی طرف دیکھنا ہمارے نزدیک جائز ہے۔ پھر اگر ہم یہ مان لیں کہ قابلِ ستر حصہ سے مراد صرف قبل و دبر (پیشاب پاخانہ کی جگہ ہے) اور ران حدود ستر میں داخل نہیں جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ علیہ کا ایک قول بھی ہے تو اس سے صرف مرد کو اجازت ہو گی کہ وہ کسی دوسرے مرد کی ران کو دیکھ لے۔ حالت نماز اور حالت طواف سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے خواہ رانیں حدودِ ستر میں شامل ہوں یا نہ ہوں۔ بہر حال کسی شخص کو ران کھول کر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں اور نہ ہی ننگا ہو کر کوئی شخص طواف کرسکتا ہے۔ بلکہ مجبوری کی حالت میں اگر ایک ہی کپڑے

---

[1] عن ابی هريرة رضى الله عنه قال : قال النبى صلى الله عليه وسلم : لا يصلى احدكم فى الثوب الواحد ليس على عاتقيه منه شئ۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک ہی کپڑے میں نماز نہ پڑھے جبکہ اس کا کوئی حصہ کندھے پر نہ ہو۔

صحیح البخاری: ۳۵۹ کتاب الصلاة باب اذا صلى فى الثوب الواحد۔

صحیح مسلم: ۵۱۶ کتاب الصلاة باب الصلاة فى ثوب واحد عن ابی هريرة۔

میں نماز پڑھے اور وہ کپڑا چھوٹا ہو تو اسے ازار بنالے اور کشادہ ہو تو اس میں لپٹ جائے- اسی طرح اگر وہ گھر میں تنِ تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو بھی باتفاق علماء ستر پوشی کرنا واجب ہے-

ازار کی موجودگی میں ران کھول کر نماز پڑھنا تو کسی صورت میں مرد کے لئے جائز نہیں [1] اور نہ ہی اس مسئلہ میں اختلاف کی گنجائش ہے اور جن لوگوں نے حدودِ ستر کی تحدید سے متعلق دونوں روایتوں کی بنیاد پر اختلاف کیا ہے جیسا کہ بعض حضرات کا خیال ہے تو یہ ان کی صریح غلطی ہے- یہ نہ تو امام احمد رحمہ اللہ علیہ کا قول ہے اور نہ ہی کسی دوسرے امام کا کہ نمازی ایسی حالت میں یعنی کھلی ران کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے- یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ علیہ کندھوں کا ڈھکنے کا حکم دیں اور ران کھلی رکھنے کی اجازت دیں-

ہاں! اس مسئلے میں اختلاف ضرور ہے کہ آدمی جب اکیلا ہو تو اس پر ستر کا چھپانا واجب ہے یا نہیں؟ لیکن اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ

---

[1] علامہ البانی حفظہ اللہ یہاں حاشیہ لگاتے ہیں کہ: مناسب ہے کہ بچوں کو ایسے ہی آداب سکھائے جائیں- والدین کے لئے کسی بھی طرح مناسب نہیں ہے کہ اپنے بچوں کو (خاص کر اس وقت جب کہ وہ تمیز کو پہنچ جائیں) جانگھیا (ہاف پینٹ) پہنائیں اور اسی حالت میں انہیں مسجد بھی لے جائیں- چنانچہ ماسبق حدیث "مروھم بالصلاۃ وھم ابناء سبع" میں ہے کہ "جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر انہیں مارو-" اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب نماز کے لئے یہ حکم ہے تو اپنے تمام ارکان اور شرائط کے ساتھ یہ حکم ہے-

نماز میں کپڑا پہننا ضروری ہے اور باتفاق علماء لباس کی موجودگی میں ننگے نماز پڑھنا جائز نہیں اس لئے امام احمد اور کچھ دوسرے آئمہ کی رائے ہے کہ جہاں کہیں صرف ننگے ہی مرد ہوں تو ان کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے اور ان کا امام صف کے بیچ میں ہوگا- بخلاف غیر حالت نماز کے- تو یہ پردہ پوشی نماز کے مقام واہمیت کے پیش نظر ہے- نہ کہ نظر کی وجہ سے- چنانچہ جب بہز بن حکیم کے دادا حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر ہم اکیلے رہیں تب بھی ستر پوشی کا خیال رکھیں تو آپ نے فرمایا:

" فالله احق ان يستحٰی منه (من الناس)[1] یعنی (لوگوں کے مقابلے میں) اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے-

اور جب یہ نماز سے باہر کا حکم ہے تو حالتِ نماز میں اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے اور اس سے ہمکلامی کے وقت زینت و آرائش اختیار کی جائے اسی وجہ سے جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام نافع کو دیکھا کہ وہ ننگے سر نماز پڑھ رہا ہے تو اس سے پوچھا کہ اگر تمہیں لوگوں کے پاس جانا ہو تو اسی حالت میں چلے جاؤ گے؟ غلام نے جواب دیا کہ نہیں- تب آپ نے فرمایا کہ پھر تو اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کے سامنے آنے کے لئے خوبصورتی اور آرائش

---

[1] یہ حدیث سنن ابوداؤد اور سنن الترمذی کے حوالے سے گذر چکی ہے-

اختیار کی جائے [1]

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال ہوا کہ آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا کپڑا اچھا اور اس کا جوتا بھی اچھا ہو (تو کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے [2]

---

[1] سنن کبریٰ میں امام بیہقی رحمہ اللہ علیہ نے مذکورہ قول کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ نافع نے بیان کیا کہ ایک روز جانوروں کو چارہ وغیرہ دینے کی وجہ سے میں جماعت سے پیچھے رہ گیا- جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے تو انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہا ہوں آپ نے پوچھا: کیا میں نے تمہیں دو کپڑے نہیں دیئے تھے؟ میں نے جواب دیا جی ہاں! آپ نے سوال فرمایا کہ کیا میں شہر میں کسی آدمی کے پاس بھیجوں تو تم ایسے ہی چلے جاؤ گے؟ میں نے عرض کیا نہیں- تو آپ نے فرمایا کہ اللہ لوگوں سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کے لئے زینت اختیار کی جائے- پھر انہوں نے کہا میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمار ہے تھے کہ:" من كان له ثوبان فليصل فيهما ومن لم يكن له إلاثوب واحد فليتزر به ولا يشتمل كا شتمال اليهود" یعنی جس کے پاس دو کپڑے ہوں اس میں نماز پڑھے اور جس کے پاس ایک ہی کپڑا ہو اسے ازار بنا لے اور یہودیوں کی طرح اس میں لپٹ نہ جائے- (السنن الکبری ۲/۲۳۶)

کچھ الفاظ کے رد و بدل کے ساتھ یہی روایت صحیح ابن خزیمہ (ج ۱/۳۷۶ رقم ۷۶۶) میں بھی مروی ہے - علامہ البانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ جن الفاظ کے ساتھ مصنف نے اس حدیث کو نقل کیا ہے وہ مجھے کسی کتاب میں نہیں مل سکی- ہو سکتا ہے کہ ننگے سر کا ذکر جو مصنف نے اس حدیث میں کیا ہے اس کا وجود کسی ایسی کتاب میں ہو جو مجھے نہیں مل سکی- واللہ اعلم-

[2] صحیح مسلم :۹۱ کتاب الایمان باب تحریم الکبر و بیانہ-

سنن الترمذی: ۱۹۹۹ کتاب البر و الصلة باب ماجاء فی الکبر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ-

اور یہ ایسے ہی ہے جیسے نمازی کو پاکی، صفائی اور خوشبو کا حکم ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ "أن تتخذوا المساجد في البیوت وتنظف وتطیب" [1] یعنی گھروں یا محلوں اور بستیوں میں مسجدیں بنائی جائیں۔ انہیں صاف ستھرا رکھا جائے اور انہیں معطر کیا جائے۔

یہاں سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ایک مرد دوسرے مرد سے اور ایک عورت دوسری عورت سے جتنا پردہ کریگی اس سے کہیں زیادہ پردہ حالت نماز میں کرے گی۔ اسی لئے عورت کو حالت نماز میں ڈوپٹہ اوڑھنے کا حکم دیا گیا ہے باقی رہا چہرہ دونوں ہاتھ اور دونوں پیر تو انہیں اس کے لئے اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر کرنا منع ہے۔ لیکن عورتوں اور محرم مردوں کے سامنے ان کا کھلا رکھنا جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ اعضاء ان حدود ستر میں شامل نہیں ہیں جنہیں مرد کو مردوں سے اور عورت کو عورتوں سے چھپانے کا حکم ہے کیونکہ ان کا کھولنا بے حیائی اور بدتمیزی کی بات ہے بلکہ یہ اعضاء بڑی برائی کا پیش خیمہ ہیں گویا ان کو ظاہر کرنے سے روکنا فی الواقع بڑی برائیوں کے اسباب اور مقدمات سے منع کرنا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ " (قل للمومنین یقفوا

---

[1] سنن ابوداؤد : ۴۵۵ کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی اتخاذ المساجد فی الدور۔
سنن الترمذی : ۵۹۴ تطیب المساجد - عن عائشہ رضی اللہ عنہا - علامہ البانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

من أبصارهم و محيفظوا فروميهم ذلك ازكى لهم)" اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے خوب ستھرائی ہے۔

اور آیت حجاب کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ "ذلکم اطهر لقلوبکم و قلوبهن" یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لئے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔

معلوم ہوا کہ چہرہ اور ہاتھ کے اظہار سے صرف برائی کا دروازہ بند کرنے کیلئے روکا گیا ہے اس وجہ سے نہیں کہ یہ اعضاء مستقل طور پر حدود ستر میں داخل ہیں۔ نہ نماز میں اور نہ نماز سے باہر اور یہ بہت بعید ہے کہ عورتوں کو حالتِ نماز میں ہاتھوں کے ڈھکنے کا حکم دیا جائے کیونکہ چہرے کی طرح دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں[1]

---

[1] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان اليدين تسجدان كما يسجد الوجه فاذا وضع احدكم وجهه فليضع يديه و اذا رفعه فليعرفهما۔ یعنی چہرے کی طرح دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں اس لئے جب کوئی سجدے کے لئے اپنا چہرہ زمین پر رکھے تو اسے چاہئے کہ اپنے دونوں ہاتھ بھی رکھے اور جب سجدے سے چہرہ اٹھائے تو دونوں ہاتھوں کو بھی اٹھائے۔

سنن ابو داؤد: ۸۹۲ کتاب الصلاۃ باب اعضاء السجود

صحیح ابن خزیمہ: ۶۳۰ کتاب الصلاة باب وضع اليدين على الارض في السجود ازهما يسجدان كسجود الوجه ـ علامہ البانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں قمیص پہنتی تھیں اور قمیص پہن کر سب کام کاج انجام دیا کرتی تھیں لہٰذا جب عورت آٹا گوندھتی تھی، یا پیستی تھی، یا روٹی پکاتی تھی تو لا محالہ اپنے ہاتھ کو کھولتی تھی، پھر اگر حالتِ نماز میں ہاتھوں کا ڈھکنا واجب ہوتا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور بیان فرماتے اسی پر دونوں پیروں کو بھی قیاس کرنا چاہیئے - آپ نے انہیں قمیص کے ساتھ صرف اوڑھنی کا حکم دیا تھا چنانچہ عورتیں اپنی قمیصوں اور اوڑھنیوں میں نماز پڑھا کرتی تھیں-

باقی رہا وہ کپڑا جسے عورتیں لٹکاتی تھیں اور جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال بھی ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بالشت لٹکالیں - پھر عورتوں نے عرض کیا کہ اتنے سے تو چلنے میں پنڈلیاں نظر آئیں گی تو آپ نے فرمایا کہ ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ لٹکالیں اس سے زیادہ نہیں[1]

---

[1] سنن ابو داود وغیرہ میں ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تہبند وغیرہ کے اسبال اور اس کی ممانعت سے متعلق سنا تو سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کا ازار کیسے ہونا چاہیئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں چاہیئے کہ ایک بالشت لٹکالیں یعنی آدھی پنڈلی سے ایک بالشت نیچے تک لٹکائیں- اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تب تو چلتے وقت ان کا قدم کھل جائے گا تو آپ نے فرمایا: "ذراع لا یزدن علیہ" یعنی ایک ہاتھ لٹکالیں لیکن اس سے زیادہ نہیں-

سنن ابو داود: ۴۱۱۷ کتاب اللباس باب قدر الذیل-

سنن النسائی: ۸/۲۰۹ کتاب الزینۃ باب ذیول النساء-

علامہ البانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے-

اور جس کے بارے میں لبید بن ربیعہ کا یہ قول ہے کہ۔

كتب القتل والقتال علينا وعلى الغانيات جر الذيول

"یعنی ہمارے اوپر تو قتل و قتال فرض ہے اور عورتوں پر اپنے دامن کا گھسیٹنا۔"

یہ اس وقت کا بیان ہے کہ جب عورتیں اپنے گھروں سے نکلیں۔ اسی لئے جب آپ سے ایسی عورت کے متعلق پوچھا گیا جو اپنے دامن کو گندی جگہوں پر گھسیٹتی ہوئی آتی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد والی جگہ اس کو پاک کر دے گی[1] البتہ گھر کے اندر ایسے لمبے دامن والا لباس خواتین نہیں پہنتی تھیں اسی طرح بعد میں عورتوں نے باہر نکلتے وقت اپنی پنڈلیوں کو ڈھکنے کے لئے موزے کا استعمال شروع کیا۔ لیکن وہ گھروں میں موزے نہیں پہنتی تھیں اور اسی وجہ سے ان عورتوں نے کہا تھا کہ تب تو ان کی پنڈلیاں کھل جائیں گی جس کا مقصد پنڈلیوں کا ڈھکنا تھا کیونکہ جب کپڑا ٹخنے سے اوپر ہو گا تو چلتے وقت پنڈلیاں کھل جائیں گی۔

---

[1] حضرت اُم المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک عورت نے سوال کیا کہ میرا دامن لمبا رہتا ہے اور بسا اوقات مجھے گندی جگہ سے گذرنا پڑتا ہے تو ایسی صورت میں ہم کیا کریں؟ تو اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "يطهره ما بعده" اس کے بعد والی پاک زمین اسے پاک کر دے گی۔

سنن ابو داود: ۳۸۳ كتاب الطهارة باب الأذى ليصيب الثوب۔

سنن الترمذی: ۱۴۳ باب الوضوء من الموطأ۔

علامہ البانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اور یہ بھی مروی ہے کہ "اعروا النساء یلرمن احجال" کہ عورتوں کو زیب وزینت کے لباس سے محروم رکھو نتیجۂ وہ اپنے گھروں میں بیٹھی رہیں گی۔[1] مسلمان عورتیں اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: «لا تمنعوا أماء الله مساجد الله و بيوتهن خير لهن!»[2] یعنی اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو لیکن ان کے گھر ان کے لئے زیادہ بہتر ہیں۔

---

[1] معجم الطبرانی الکبیر میں یہ روایت مسلمہ بن مخلد سے مروی ہے جس کی سند میں ایک روای مجمع بن کعب ہے جو مجہول راوی ہے۔ علامہ البانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے امام نور الدین ھیثمی نے بھی مجمع الزوائد ج ۵/۱۳۸ میں اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

حافظ عبدالرؤف المناری فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ امام ابن عساکر نے اپنے امالی میں اس روایت کو ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے، بکر بن نہشل فرماتے ہیں کہ کم از کم یہ حدیث حسن ضرور ہے۔ فیض القدیر ۱/۵۶۰

اس حدیث کی شرح میں حافظ مناوی تحریر فرماتے ہیں کہ عورتوں کو غیر ضروری زینت اور فخر و مباہات والے کپڑے اور زیورات سے دور رکھنا ہی مناسب ہے کیونکہ انہیں جب یہ چیزیں ملیں گی تو وہ باہر سیر و تفریح کے لئے نکلنے کی کوشش کریں گی۔ جہاں اپنی پوشیدہ زینتوں کی نمائش کرتی پھریں گی، جنہیں اجنبی مرد اپنی نظروں کا نشانہ بنائیں گے۔ فاسقہ و فاجرہ عورتیں انہیں دیکھ کر اپنے شوہروں سے ان کا تذکرہ کریں گی جس کی وجہ سے فتنہ و فساد کا جو سلسلہ شروع ہوگا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

اس حدیث میں اس امر پر بھی ابھارا گیا ہے کہ عورتیں بغیر کسی خاص ضرورت کے نہ تو زیادہ باہر نکلیں اور نہ ہی غیر ضروری زینت و زیبائش کے پیچھے پڑی رہیں بلکہ پردہ پوشی وغیرہ کا خاص خیال رکھنا ہی ان کے لئے زیادہ مناسب ہے۔ فیض القدیر شرح جامع الصغیر ۱/۵۶۰-۵۶۱

[2] صحیح البخاری: ۹۰۰ کتاب الجمعۃ باب ۱۲۔ صحیح مسلم: ۴۴۲ کتاب الصلاة باب خروج النساء الی المساجد۔ سنن ابو داؤد: ۵۶۷ کتاب الصلاة باب ماجاء فی خروج النساء الی المساجد۔ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

پھر بھی انہیں قمیص کے ساتھ صرف اوڑھنی میں نماز کا حکم دیا گیا خف یا موزے وغیرہ کا حکم نہیں دیا گیا کہ جس سے وہ اپنے پیروں کو چھپائیں اور نہ ہی دستانہ وغیرہ کا مکلّف بنایا گیا جس سے وہ اپنے ہاتھوں کو چھپائے رکھیں۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر اجنبی مرد نہ ہوں تو نماز میں عورت کے لئے ہاتھ اور پاؤں کا چھپانا واجب نہیں۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرشتے پوشیدہ زینت کی طرف نہیں دیکھتے [1]

---

[1] مصنف علیہ الرحمہ کا اشارہ درج ذیل قصہ کی طرف ہے۔
حافظ ابن عبدالبر اپنی مشہور کتاب الاستیعاب میں امام ابن ابی خیثمہ کی کتاب المکیین کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے چچازاد بھائی آپ کا ساتھی (جس سے آپ کو خوف لاحق ہے) جب آپ کو دکھائی دے تو مجھے ضرور خبر کریں۔ چنانچہ جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو نظر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا، اے خدیجہ یہ جبریل میرے پاس آئے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میری دائیں ران پر بیٹھ جائیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا تو حضرت خدیجہ نے سوال کیا کہ اب بھی نظر آرہا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں اب بھی دیکھ رہا ہوں، پھر کہا کہ آیئے اور میری بائیں ران پر بیٹھ جایئے۔ آپ نے ایسا ہی کیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اب بھی دیکھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا اب بھی دیکھ رہا ہوں، پھر کہا کہ آیئے میری گود میں بیٹھ جایئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اب بھی دیکھ رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب بھی دکھائی دے رہا ہے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ڈوپٹہ اتار دیا اور سینے کو کھول دیا پھر پوچھا کہ اب بھی دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خوشخبری ہو وہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے۔ الاستیعاب علی ہامش الاصابہ ۴/ ۲۷۵۔۔==

یعنی جب عورت اپنا ڈوپٹہ یا قمیص اتار دیتی ہے تو فرشتے اس کی طرف نہیں دیکھتے۔

خلاصہ یہ کہ نماز کے سلسلے میں عورت کو صرف اتنی ہی مقدار یعنی قمیص اور اوڑھنی ہی کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ مرد کو حکم ہے کہ اگر وہ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھے تو اس میں اس طرح لپٹے کہ اپنے کندھے اور حدودِ ستر کو چھپالے۔

مرد کے دونوں کندھوں کا وہی حکم ہے جو عورت کے سر کا حکم ہے۔ چنانچہ مرد قمیص پہن کر یا جو کپڑا قمیص کا بدل بن سکے اس میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن حالت احرام میں اس کے لئے جائز نہیں کہ اس کے اعضاء

---

== لیکن اس قصے کی سند منقطع ہے اور اسی سے ملتی جلتی ایک روایت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "الاصابة " میں "دلائل النبوة لأبی نعیم" کے حوالے سے نقل کر کے اس کی تضعیف کی ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آسمان و زمین کے بیچ میں ایک جسم دکھائی پڑا حضرت خدیجہ نے فرمایا آپ میرے قریب آجائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب ہوگئے تو حضرت خدیجہ نے عرض کیا کہ اب بھی دکھائی دے رہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ اپنا سر میرے کپڑے کے اندر کرلیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا تو حضرت خدیجہ نے پوچھا کہ کیا اب بھی دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ خوشخبری ہو یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے کیونکہ شیطان ہوتا تو شرماتا نہیں۔ الاصابة ۴ / ۲۷۳ ذکر خدیجہ۔

علامہ البانی حفظہ اللہ نے اس حدیث کی تخریج نہیں کی ہے البتہ اتنا لکھا ہے کہ "یہ حدیث صحیح نہیں ہے جیسا کہ مصنف علیہ الرحمہ نے لفظ "رُوِيَ" سے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔"

جسم کے حساب سے کاٹ کر جو کپڑا سلا گیا ہو مثلاً قمیص یا چوغہ وغیرہ اس میں نماز پڑھے۔ جس طرح کہ عورت حالتِ احرام میں نہ نقاب پہنے گی او رنہ ہی دستانہ پہنے گی۔ باقی رہا مرد کا سر تو حالت احرام میں وہ اپنے سر کو نہیں چھپائے گا۔

حالتِ احرام میں عورت کے چہرہ سے متعلق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ وغیرہ کے مذہب میں دو قول ہیں۔

۱۔ ایک رائے تو یہ ہے کہ وہ مرد کے سر کی طرح ہے جسے نہ چھپایا جائے گا۔

۲۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ عورت کا چہرہ مرد کے دونوں ہاتھوں کے حکم میں ہے جسے برقعہ اور نقاب وغیرہ کسی ایسی چیز سے نہیں چھپائے گی جو خاص طور پر اس مقصد کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف نقاب اور دستانہ کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

البتہ حالتِ احرام میں عورتیں اپنے چہرے پر بغیر کسی حائل کے مردوں کی نظروں سے بچاؤ کے لئے گھونگھٹ نکال لیا کرتی تھیں[1] اس

---

[1] اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالتِ احرام میں تھے جب لوگ ہمارے پاس سے گذرتے تو ہم گھونگھٹ نکال لیتے اور جب گذر جاتے تو چہرے پر سے کپڑا ہٹا لیتے۔

سنن ابو داود: ۱۸۳۳ کتاب المناسک باب فی المحرمة تغطي وجهها۔

سنن ابن ماجہ: ۲۹۳۵ كتاب المناسك باب المحرمة تسدل الثوب على وجهها۔

سے معلوم ہوا کہ ان کا چہرہ خود ان کے اپنے ہاتھوں اور مردوں کے ہاتھوں کی طرح ہے اور جیسا کہ یہ بات پہلے آچکی ہے کہ عورت پوری کی پوری چھپانے کی چیز ہے اس لئے اسے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو چھپانا ہوگا لیکن کسی ایسے کپڑے سے جو انسانی اعضاء کے مطابق نہ سلا گیا ہو بعینہ اسی طرح جس طرح کہ مرد پاجامہ یا شلوار وغیرہ نہ پہنے گا لیکن تہبند کا استعمال کرے گا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

گذشتہ مفہوم سے متعلق مصنف علیہ الرحمہ نے سورۂ نور کی تفسیر میں جو وضاحت کی ہے اس سے چند اقتباسات۔

عورت کو بہت سی ایسی چیزوں سے بچانا اور محفوظ رکھنا ضروری ہے جن سے مردوں کو بچانا ضروری نہیں ہے اسی لئے صرف عورت کو پردہ کا حکم دیا گیا اور اظہار زینت و بے پردگی سے روکا گیا ہے۔

چنانچہ عورتوں کے لئے لباس کے ذریعہ پردہ پوشی کا اہتمام اور گھروں میں سکونت پذیر رہنا ضروری ہے جبکہ مردوں کے لئے یہ بات ضروری نہیں۔ کیونکہ عورتوں کا بے پردہ ہونا فتنہ و فساد کا سبب ہے جبکہ مرد ان کے نگراں ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ﴾ [1]

---

[1] ﴿إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (٣٠) وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ =

یعنی آپ مومن مردوں سے کہیں کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مرد و عورت دونوں کو اپنی نظریں نیچے رکھنے، شرمگاہ کی حفاظت کرنے اور توبہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور خاص کر عورتوں کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ پردہ پوشی کا خاص اہتمام کریں، شوہروں اور جن جن رشتہ داروں کو اس آیت میں مستثنیٰ

---

= فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَآئِهِنَّ أَوْ ءَابَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ أَوِ ٱلتَّٰبِعِينَ غَيْرِ أُو۟لِى ٱلْإِرْبَةِ مِنَ ٱلرِّجَالِ أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا۟ عَلَىٰ عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿ (سورة النور آية ۳۰، ۳۱).

"جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تبارک تعالیٰ اس سے باخبر ہے اور مومن عورتوں سے بھی کہیں کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھلائیں۔ بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔ وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے: اپنے شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنی عورتوں، اپنے مملوک، وہ زیر دست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں۔ اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہیں ہیں۔ اور وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو آرائش انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔ اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ سے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔"

قرار دیا گیا ہے ان کے علاوہ کسی کے سامنے اپنی زیب و زینت کا اظہار نہ کریں البتہ زیب و آرائش کا جو حصہ خود بخود ظاہر ہو جیسے اوپر والا لباس وغیرہ تو کوئی حرج نہیں- بشرطیکہ اس میں کوئی اور خرابی نہ ہو- کیونکہ اس کے اظہار سے چارۂ کار نہیں- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے-

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مسلک ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ ظاہری زینت میں شمار ہیں- امام احمد سے بھی ایک روایت یہی ہے- اور علماء کی ایک جماعت جیسے امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے- نیز اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ہے کہ عورتیں "جلباب" لٹکایا کریں یعنی گھونگھٹ نکالا کریں تاکہ وہ پہچانی نہ جائیں اور انہیں تنگ نہ کیا جائے- یہ ارشاد ربانی پہلے مسلک کی دلیل ہے چنانچہ حضرت عبیدہ السلمانی وغیرہ کہتے ہیں کہ مسلمان عورتیں اپنی چادریں سر کے اوپر سے اس طرح لٹکا لیتی تھیں کہ راستہ دیکھنے کے لئے صرف ان کی آنکھیں کھلی رہتی تھیں-

اور صحیح بخاری کی روایت میں حالت احرام میں عورت کو نقاب اور دستانہ پہننے سے روکا گیا ہے- یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نقاب اور دستانہ حالتِ احرام کے علاوہ عورتوں میں مشہور و معروف تھا جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ عورتوں کے چہرے اور ہاتھ چھپے رہتے تھے-

اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر ایسی حرکت و عمل سے عورتوں کو منع

فرمایا ہے جس سے سن کر یا کسی اور طرح ان کی پوشیدہ آرائش معلوم کی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ﴾ وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلیں کہ اپنی جو آرائش انہوں نے چھپا رکھی ہے اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔ اور فرمایا: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ اور اپنے سینے پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈال لیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمان عورتوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اپنی گردنوں پر لٹکا لیا۔

جَیب ۔ قمیص کی لمبائی میں شگاف کا نام ہے (جسے ہم گریبان کہتے ہیں) جب عورت اپنی چادر کو گریبان پر ڈالے گی تو اس کی گردن بھی چھپ جائے گی۔

بعد ازاں اسے یہ بھی حکم دیا گیا کہ وہ گھر سے باہر جانے کی صورت میں اپنی چادر کو اوپر سے لٹکا کر گھونگھٹ نکال لے۔ ہاں اگر وہ گھر ہی میں رہتی ہے تو گھونگھٹ کا حکم نہیں ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کے ساتھ دخول فرمایا تو صحابہ کرام نے کہا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پردہ کروایا تو ان کا شمار اُمہات المومنین میں ہو گا۔ اور اگر پردہ نہ کرایا تو لونڈی ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پردہ کروایا۔

اور عورتوں پر پردہ تو اس لئے فرض کیا گیا ہے کہ ان کے چہرے اور ہاتھ نہ دیکھے جاسکیں- نیز پردہ آزاد عورتوں پر فرض ہے لونڈیوں پر نہیں- چنانچہ عہد نبوی اور عہد خلفائے راشدین میں یہی معمول تھا کہ آزاد عورتیں پردہ کیا کرتی تھیں اور لونڈیوں کے چہرے کھلے رہا کرتے تھے- حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی لونڈی کو چہرہ ڈھانپے ہوئے دیکھتے تو اسے مارتے اور فرماتے اری بے وقوف تو آزاد عورتوں سے مشابہت کرتی ہے- معلوم ہوا کہ لونڈیوں کا سر، چہرہ اور دونوں ہاتھ کھلے رہ سکتے ہیں-

اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ ﴾

"اور وہ عورتیں جو جوانی سے گذر بیٹھی ہوں اور نکاح کی امید وار نہ ہوں وہ اگر اپنی چادر اتار کر رکھ دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں- تاہم وہ بھی حیاداری ہی برتیں تو ان کے حق میں اچھا ہے-"

پس آیت میں ان بوڑھی عورتوں کو جو شادی کی خواہش نہیں رکھتیں رخصت دی گئی ہے کہ وہ اپنے حجاب والے کپڑے اتار سکتی ہیں یعنی اس کے لئے جائز ہے کہ چادر نہ اوڑھے اور پردہ نہ کرے (بشرطیکہ اپنی زینت د

آرائش کی نمائش نہ مقصود ہو) تو ان بوڑھی عورتوں کو عام آزاد عورتوں سے اس لئے مستثنیٰ کیا گیا کہ جو وجہ فساد عام جوان عورتوں میں ہوا کرتی ہے اب وہ ان بوڑھی عورتوں میں باقی نہیں رہی جس طرح مردوں میں ہے "التابعین غیر أُولی الإاربة من الرجال" وہ (زیر کفالت مرد جو عورتوں کی خواہش نہ رکھتے ہوں) کو اظہارِ زینت کے مسئلے میں مستثنیٰ کر دیا گیا ہے کیوں کہ ان کے اندر وہ خواہش و شہوت نہیں ہوتی جس سے فتنہ و خرابی پیدا ہو۔

بعینہ اسی طرح اگر لونڈی سے فتنے کا خوف ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ بھی گھونگھٹ نکالے اور پردہ کرے اور لوگوں پر بھی واجب ہے کہ اس سے نظریں نیچی رکھیں اور پھیر لیں کیوں کہ قرآن و سنت میں کہیں بھی نہیں ہے کہ عام لونڈیوں کی طرف دیکھنا جائز ہے یا انہیں پردہ پوشی کی ممانعت ہے اور انہیں اپنی زیبائش کی نمائش کی کھلی اجازت ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے جن باتوں کا حکم آزاد عورتوں کو دیا ہے لونڈیوں کو نہیں دیا اور سنت نبوی نے عملاً دونوں میں فرق کیا ہے جبکہ کسی عام لفظ سے دونوں کا حکم الگ الگ نہیں بیان کیا بلکہ مسلمانوں کا عام معمول یہی تھا کہ صرف آزاد عورتیں ہی پردہ کیا کرتی تھیں لونڈیاں نہیں۔ اور قرآن مجید نے اس حکم عام سے صرف بوڑھی عورتوں کو مستثنیٰ کیا ہے کہ ان پر پردہ واجب نہیں ٹھہرایا جیسا کہ بعض مردوں کو یعنی غیر أُولی إلاربة کو مستثنیٰ کیا کہ عورتیں ان کے سامنے آرائش اور پوشیدہ زینت کو

ظاہر کر سکتی ہیں کیوں کہ نہ تو ان بوڑھی عورتوں میں شہوت باقی رہی ہے اور نہ ہی ایسے مردوں سے کوئی خطرہ ہے لہٰذا اس قاعدۂ تحفظ کے پیش نظر بعض لونڈیوں کو عام حکم سے مستثنیٰ کرنا بدرجۂ اولیٰ مناسب ہے یعنی وہ لونڈیاں جن کے پردہ نہ کرنے اور زینت خفیہ کی نمائش سے فتنے کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح بعض محرم رشتہ داروں کے سامنے بھی پوشیدہ زینت کا اظہار جائز نہ ہوگا۔ جب کہ شوہر کے ایسے جوان بیٹے جن کے اندر شہوت اور عورتوں کے معاملات سے دلچسپی ہو۔

خلاصہ یہ کہ قرآن پاک کا حکم عام حالات و عادات کے پیش نظر ہے لیکن اگر کوئی معاملہ عام عادات سے مختلف ہو تو حکم بھی عام حالات سے مختلف ہوگا یعنی جب باندیوں کے بے پردہ باہر نکلنے اور ان کی طرف دیکھنے سے فتنے کا خطرہ ہو تو اس سے روکنا واجب ہوگا اور یہی حکم دوسری صورتوں میں بھی لاگو ہوگا۔

اور یہی مردوں کے ساتھ مردوں کا معاملہ ہے اور عورتوں کے ساتھ عورتوں کا۔ کہ اگر کوئی عورت دوسری عورتوں کے لئے فتنہ کا سبب بن جائے یا کوئی مرد دوسرے مردوں کے لئے باعثِ فتنہ ہو تو دیکھنے والے کو اسی طرح نظر نیچی رکھنے کا حکم دیا جائے گا جس طرح شرمگاہ کی حفاظت کا حکم ہے۔

چنانچہ اگر باندیاں اور نابالغ بچے ایسے خوبصورت ہوں کہ ان کی طرف دیکھنے سے فتنہ کا خوف ہو تو علماء کی رائے میں ان کا بھی یہی حکم ہوگا۔

امام احمد مروزی رحمہ اللہ علیہ [1] بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ یعنی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اپنے غلام کی طرف دیکھنے کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر فتنے کا ڈر ہو تو نہ دیکھے۔ کتنی ہی نظریں ایسی ہیں جو دیکھنے والے کے دل میں مصیبت ڈال دیتی ہیں۔

یہی امام احمد مروزی رحمہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ سے سوال کیا کہ ایک شخص توبہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میری پیٹھ پر کوڑے بھی برسائے جائیں تب بھی میں گناہ کے قریب نہ جاؤں گا البتہ وہ نظر بازی سے باز نہیں آتا۔ اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا فرمان ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ کیسی توبہ ہے؟ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ "اصرف بصرك" اپنی نظر پھیر لو[2]

---

[1] حضرت احمد بن محمد بن حجاج المروزی رحمہ اللہ علیہ امام اہل السنۃ احمد بن حنبل کے خاص شاگردوں میں ہیں امام احمد کو ان سے خاص انسیت تھی اور ان کی وفات کے بعد آنکھیں بند کرنے اور غسل دینے کا شرف انہیں کو حاصل ہوا۔

مروزی رحمہ اللہ علیہ نے ان سے نہ صرف فقہ و حدیث کا علم بلکہ فقہ و حدیث اور زہد و ورع کا علم و عمل دونوں حاصل کیا حتیٰ کہ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جو کچھ تم بیان کرو وہ میری زبان ہے خواہ وہ بات میں نے کہی ہو یا نہیں۔ جمادی الاولیٰ ۲۷۵ھ کو بغداد میں وفات پائی اور اپنے استاذ کے پیر کے پاس دفن ہونا نصیب ہوا۔ طبقات الحنابلہ ۱/۵۶، الاعلام ۱/۳۵

[2] صحیح مسلم: ۲۱۵۹ کتاب الأدب باب نظر الفجاۃ۔

سنن ابوداود: ۲۱۴۹ كتاب النكاح باب مايومربه من غض البصر۔

امام ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد اور سوید نے بتایا، انہیں ابراہیم بن ہراسہ نے، وہ عثمان بن صالح سے اور وہ حسن سے اور وہ ذکوان سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مالداروں کے بچوں کے پاس نہ بیٹھو کیونکہ ان کی صورتیں عورتیں جیسی ہوتی ہیں اور وہ کنواری لڑکیوں سے بھی بڑا فتنہ ہیں [1]۔

مندرجہ بالا استدلال و قیاس چھوٹی برائی سے بڑی پر فتنہ کرنے کے باب سے ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ : یہی حکم ایک عورت کا دوسری عورت کے ساتھ ہے (یعنی اگر کوئی عورت عورتوں کے لئے فتنہ ہو تو اس سے بھی پردہ کیا جائے گا) اسی طرح عورت کے بعض محرم رشتہ دار جیسے شوہر کا بیٹا، شوہر کا پوتا، عورت کا بھیجتا، بھانجا اور عورت کا زر خرید غلام ان لوگوں کے نزدیک جو اسے محرم سمجھتے ہیں۔ جب ان سے مرد یا عورت کے لئے فتنے کا خوف ہو تو اسے پردے کا حکم کیا جائے گا بلکہ پردہ واجب ہوگا۔ جن صورتوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے پردے کا حکم دیا ہے وہ فتنہ و فساد کے اندیشے کی صورتیں ہیں۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "ذلك ازکی لھم" یعنی یہ پردہ زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے یعنی پاکبازی اور طہارت اور طریقوں سے بھی ہو سکتی ہے لیکن یہ طریقہ زیادہ پاکیزہ ہے۔ چونکہ نظربازی اور بے پردگی سے شہوت قلبی اور لذت نظر

---

[1] علامہ البانی فرماتے ہیں کہ منقطع ہونے کے باوجود یہ اثر سخت ضعیف ہے کیونکہ اس سند میں واقع راوی ابراہیم بن ہراسۃ متروک ہے اور خود حسنہ ذکوان میں بھی ضعیف ہے۔

کا حصول ہوتا ہے جس سے تزکیہ نفس اور طہارتِ روح ختم ہو جاتی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ نظر بازی سے بدرجہ اولیٰ روکا جائے اور پردہ کو واجب قرار دیا جائے۔

امام مسلم رحمہ اللہ کے علاوہ باقی اصحاب کتب ستہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجڑوں اور مردوں کی صورت اختیار کرنے والی عورتوں کو لعنت کی ہے اور آپ نے فرمایا کہ ہجڑوں کو اپنے گھروں سے نکال دو، فلاں فلاں ہجڑے کو نکال باہر کرو۔[1]

بعض علماء نے ذکر کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تین ہجڑے تھے، ہیم، ماتع اور ھیت۔ لیکن ان میں بڑی برائی نہ تھی بس ان کی نرم اور میٹھی باتوں میں۔ عورتوں کی طرح اپنے ہاتھ پیر رنگنے میں اور عورتوں جیسے کھیل کود ہی میں ان کا سارا ہجڑا پن تھا۔

سنن ابو داؤد میں ابو یسار القرشی عن ابی ہاشم عن ابی ہریرۃ مروی ہے

---

[1] صحیح البخاری : ۵۸۸۶ کتاب اللباس باب اخراج المتشبھین بالنساء من البیوت۔

سنن ابو داؤد : ۴۹۳۰ کتاب الادب - باب فی الحکم فی المخنثین۔

سنن الترمذی : ۲۷۸۵ کتاب الأدب باب ماجاء فی المتشبھات بالرجال من النساء۔

سنن النسائی : ۹۲۵۱ کتاب عشرۃ النساء باب لھن المترحلات۔

سنن ابن ماجہ : ۱۹۰۴ کتاب النکاح باب المخنثین عن عبداللہ بن عباس -اوپر منقول الفاظ ابو داؤد کے ہیں۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ہجڑا لایا گیا جس نے اپنے ہاتھوں اور پیروں میں مہندی لگا رکھی تھی- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اسے کیا ہوا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ عورتوں کی مشابہت کرتا ہے آپ نے اسے شہر بدر کر دینے کا حکم دیا اور اسے مقام نقیع[1] کی طرف نکال دیا گیا، آپ سے دریافت کیا گیا کہ اسے قتل کر دیں- آپ نے فرمایا کہ "انی نہیت عن قتل المصلین-" "مجھے نمازیوں کے قتل سے روکا گیا ہے"[2]

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے ہجڑوں کو آبادیوں سے نکال دینے کا حکم دیا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ہجڑا جو اپنے آپ کو بلا روک ٹوک لوگوں کے حوالے کر دے کہ لوگ اس سے لذت اندوز ہوں اس کے جسم کی خوب صورتی دیکھیں اور اس کے ساتھ بد فعلی بھی کریں تو ایسے ہجڑے کو مسلمان آبادی سے نکالنا اور شہر بدر کرنا اور زیادہ ضروری ہے-

ہجڑوں کے ذریعہ مردوں اور عورتوں دونوں میں بگاڑ پیدا ہوگا- کیونکہ وہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے اس لئے عورتیں اس کے

---

[1] "نقیع" منطقہ حجاز کی بڑی بڑی وادیوں میں سے ایک ہے جو مدینہ منورہ کے جنوب میں واقع ہے، اس کا سب سے قریبی حصہ مدینہ منورہ سے چالیس کیلومیٹر اور سب سے بعید حصہ ۱۲۰ کیلومیٹر کی دوری پر ہے-(معجم المعالم الجغرافیہ فی السیرۃ ص-۳۲۰)

[2] سنن ابوداود: ۴۹۲۸ کتاب الادب باب حکم المخنثین -

ساتھ میل جول رکھ سکتی ہیں اور اس سے بری عادتیں بھی سیکھ سکتی ہیں اور چونکہ وہ مرد ہے اس لئے وہ عورتوں کو خراب بھی کر دے گا- نیز جب مرد اس کی طرف رغبت کریں گے تو عورتوں سے اعراض کریں گے- علاوہ ازیں جب عورت دیکھے گی کہ فلاں مرد ہیجڑوں کی مشابہت کرتا ہے تو وہ خود مردوں کی مشابہت کرے گی اور انہیں کے رنگ ڈھنگ اپنائے گی، پھر اسے دونوں جنسوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملے گا پھر یہ عورتوں کی مجامعت اختیار کرے گی جیسے کہ وہ ہیجڑہ مردوں کی مجامعت اختیار کرتا ہے-

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کتاب عزیز میں نظریں بچانے کا حکم دیا ہے جس کی دو قسمیں ہیں-

۱- شرم گاہ سے نظر بچانا--۲- محل شہوت سے نظر بچانا-

پہلی قسم کی مثال ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کی شرمگاہ سے اپنی نظر بچائے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

«لا ينظر الرجل إلى عورة الرجل ولا تنظر المرأة إلى عورة المرأة». [۱]

یعنی نہ تو مرد کسی دوسرے مرد کی شرمگاہ دیکھے اور نہ عورت کسی دوسری عورت کی شرمگاہ دیکھے-

چنانچہ ہر شخص پر واجب ہے کہ اپنی ستر پوشی کا پورا پورا اہتمام کرے-

---

[۱] یہ حدیث اس سے قبل گذر چکی ہے-

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ : «احفظ عورتك إلا من زوجتك أو ما ملكت يمينك»
"یعنی اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا ہر ایک سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو۔"

وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔اگر ہم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہوں تب بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ان استطعت ان لا یرینها احد فلا یرینها۔" "اگر تیرے بس میں ہو کہ کوئی تیری شرمگاہ نہ دیکھ پائے تو کسی کو دیکھنے کا موقع نہ دے۔

پھر میں نے عرض کیا اگر کوئی اکیلا ہی ہو تو کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: "فالله احق ان یستحیامنه من الناس"[1] یعنی عام لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے شرم کرنا زیادہ ضروری ہے۔ اور بقدر ضرورت شرمگاہ کا ننگا کرنا جائز ہے جیسا کہ قضائے حاجت کے وقت۔ اسی طرح اگر مرد اکیلا غسل کر رہا ہو اور وہاں آڑ یا پردہ ہو تو ننگے غسل کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ اور ایوب علیہما السلام نے کیا تھا[2]

---

[1] اس سے قبل یہ حدیث گذر چکی ہے۔

[2] صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنو اسرائیل ایک ہی ساتھ ننگے نہایا کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ بہت شرمیلے اور پردہ پوش تھے اس لئے وہ اکیلے غسل فرمایا کرتے تھے۔ بنو اسرائیل ☆☆

اور جبکہ فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا تھا[1] اور جیسا کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل فرمانا مذکور ہے[2]

---

☆ نے آپس میں کہا کہ موسیٰ اکیلے اس لئے نہاتے ہیں کہ یا تو انہیں برص کی بیماری ہے یا ان کا خصیہ بڑا ہے اور یا تو پھر انہیں کوئی اور بیماری ہے (اللہ تبارک و تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی براءت مقصود ہوئی) چنانچہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام غسل کے لئے تشریف لے گئے اور اپنا کپڑا اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیا آپ جب غسل سے فارغ ہوئے اور کپڑا لینے کے لئے آگے بڑھے تو پتھر کپڑا لے کر بھاگا- آپ پتھر کے پیچھے تیزی سے بھاگے اور پکارتے رہے او پتھر! میرا کپڑا او پتھر! میرا کپڑا- یہاں تک کہ بنو اسرائیل کی ایک جماعت پر آپ کا گذر ہوا اور بنو اسرائیل نے دیکھا کہ آپ میں کوئی عیب نہیں ہے- موسیٰ علیہ السلام نے اپنا کپڑا لیا اور غصے سے پتھر پر اپنی لاٹھی مارنے لگے- یہاں تک کہ پتھر پر چھ یا سات ضربیں لگائیں جن کا نشان پتھر پر پڑ گیا- اس واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يا أيها الذين آمنوا لا تكونوا كالذين آذوا موسى فبرأه الله مما قالوا وكان عند الله وجيها﴾ (الأحزاب).

اے ایمان والو! ان لوگوں جیسے نہ بنو جنہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) کو تکلیفیں دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں بے عیب دکھلایا اور وہ اللہ کے نزدیک بڑے معزز تھے-"

صحیح البخاری: ۲۷۸ کتاب الغسل، ۳۴/۴ کتاب احادیث الانبیاء-

صحیح مسلم : ۳۳۱ کتاب الحیض ،۲۳۷۱ کتاب الفضائل- صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (شفایاب ہونے کے بعد) حضرت ایوب علیہ الصلوۃ والسلام ایک مرتبہ ننگے غسل فرمارہے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے سونے کی ٹڈیاں جھڑنے لگیں آپ علیہ الصلاۃ والسلام انہیں جلدی جلدی اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے- اللہ تعالیٰ نے پکار کر کہا: اے ایوب جو کچھ سمیٹ رہے ہو کیا ہم نے تمہیں اس سے بے نیاز نہیں کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے عرض کیا: تیرے عزت و جلال کی قسم (تو نے مجھے ان سے بے نیاز کر دیا ہے) لیکن تیری برکات سے میں کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا- صحیح البخاری: ۲۷۹ کتاب الغسل ۳۳۹۱ احادیث الانبیاء-

البتہ نظر کی دوسری قسم یعنی کسی اجنبی عورت کی پوشیدہ زینت کی طرف دیکھنا تو یہ پہلی قسم سے بھی زیادہ سخت ہے- جیسے کہ شراب پینا، مردار، خون اور سور کے گوشت کھانے سے زیادہ برا ہے- اس لئے کہ شراب پینے پر حد مقرر ہے لیکن اگر کوئی بغیر عذر کے ان محرمات کو کھاتا پیتا ہے تو اس پر صرف تعزیر ہے کیونکہ جس طرح شراب کی طرف

---

ل شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا اشارہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی درج ذیل روایت کی طرف ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میں گئی دیکھا کہ آپ غسل فرمارہے ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک کپڑے سے آپ کو پردہ کئے ہوئے ہیں- میں نے سلام کیا تو آپ نے پوچھا کون ہو؟ میں نے عرض کیا، ام ہانی ہوں- آپ نے فرمایا: خوش آمدید اے ام ہانی، جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو ایک ہی کپڑے میں لپٹ کر چاشت کی آٹھ رکعت نماز پڑھی- الحدیث

صحیح البخاری: ۳۵۷ کتاب الصلاۃ باب ۴، صحیح مسلم: ۳۳۶ کتاب الحیض باب ستر المغتسل ثوب-

ے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کا پانی رکھا' جب آپ غسل فرمانے لگے تو ایک کپڑے سے ہم نے آپ کو پردہ کر دیا آپ نے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انہیں دھویا پھر دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ میں پانی لے کر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رگڑ کر دھویا، کلی کیا، ناک میں پانی ڈالا، چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھویا، پھر اپنے سر پر پانی ڈالا اور پورے جسم پر بہایا اور اس جگہ سے ہٹ کر اپنے پیروں کو دھویا، پھر پانی پونچھنے کے لئے ہم نے آپ کو ایک کپڑا دیا- لیکن آپ نے واپس کر دیا-

صحیح البخاری: ۲۷۶ کتاب الغسل باب ۱۸- صحیح مسلم: ۳۷۷ کتاب الحیض باب التستر بثوب-

طبیعت کا میلان ہوتا ہے ان محرمات کی طرف نہیں ہوتا- یہی معاملہ مردوں کی شرمگاہ کی طرف دیکھنے کا ہے کہ جس طرح عورت یا اس کے ہم مثل کی طرف دیکھنے کی خواہش ہوتی ہے مرد کی شرمگاہ دیکھنے کی اس طرح خواہش نہیں ہوتی- نابالغ بچے کی طرف شہوت سے دیکھنا بھی اسی حکم میں داخل ہے اور علماء کا اس کی حرمت پر اتفاق ہے جس طرح کہ اجنبی عورت اور بنظر شہوت محارم کی طرف دیکھنے کی حرمت پر اتفاق ہے-

آگے فرماتے ہیں:

اس طرح امرد (یعنی نابالغ بچہ اور وہ جوان جس کو ابھی داڑھی مونچھ نہ آئی ہو) کی طرف دیکھنا تین قسم کا ہے- پہلی صورت -امرد کی طرف بنظر شہوت دیکھنا، یہ بالاتفاق حرام ہے- دوسری صورت - یقین کے ساتھ کہا جا سکے کہ اس دیکھنے میں شہوت قطعاً نہیں ہے- جیسا کہ کسی نیک و پرہیزگار آدمی کا اپنے خوبصورت بیٹے اور خوبصورت بیٹی اور اپنی خوبصورت ماں کی طرف دیکھنا- کیونکہ اس صورت میں شہوت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا- اِلا یہ کہ وہ انتہائی بدکردار شخص ہو- خلاصہ یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی دیکھنے کے ساتھ شہوت کا وجود ہو وہ دیکھنا حرام ہو جائے گا-

یہی حکم اس شخص کے دیکھنے کا بھی ہے کہ جس کا دل امرد کی طرف مائل ہی نہ ہوتا ہو جیسے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے یا وہ قومیں جو اس برائی کو جانتی ہی نہیں بلکہ ان کے نزدیک اپنے لڑکے کی طرف دیکھنے، اور اپنے پڑوسی کے بچے یا کسی اجنبی بچے کی طرف دیکھنے میں

کوئی فرق نہیں- اس سے ان کے دل میں کسی قسم کی شہوت پیدا نہیں ہوتی کیوں کہ وہ اس کے عادی نہیں ہیں اس لئے کہ ان کا دل صاف ہے- چنانچہ عہد صحابہ میں لونڈیاں کھلے سر راستوں سے گذرتی تھیں اور مردوں کی خدمت بھی کیا کرتی تھیں اس کے باوجود ان کے دل صاف تھے [1] لیکن آج کے دور مین اگر کوئی شخص خوبصورت ترکی لونڈیوں کو ان ہی کی طرح شہر میں آزاد چھوڑ دے کہ لوگوں کے درمیان گھومیں پھریں تو اس سے فساد کا دروازہ کھل جائے گا-

اسی طرح خوبصورت نابالغ بچوں کے لئے بھی مناسب نہیں کہ بلا ضرورت وہ ایسے گلی کوچوں میں پھرتے رہیں جہاں فتنے کا ڈر ہو- لہٰذا خوبصورت نابالغ بچوں کو نہ کپڑے اتارنے دیا جائے اور نہ اجنبی لوگوں کے ساتھ حمام میں بیٹھنے دیا جائے- اور نہ اجنبی لوگوں کے بیچ انہیں ناچنے کی اجازت دی جائے- بلکہ اسی طرح کے ہر اس کام سے روکا جائے جس میں لوگوں کے لئے فتنے کا خطرہ ہو- اور نظر کا مسئلہ اسی اصول کے مطابق ہوگا-

مذکورہ بالا دونوں قسموں کا حکم علماء کے نزدیک متفق علیہ ہے لیکن نظر

---

[1] علامہ البانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ شاید مصنف کا اشارہ سنن کبریٰ البیہقی کی درج ذیل روایت کی طرف ہے- حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی لونڈیاں ہماری خدمت کیا کرتی تھی- درانحالیکہ ان کے بال ننگے ہوتے اور ان کی چھاتیاں حرکت کرتیں- اس اثر کی سند حسن ہے- البیہقی ۲/۲۲۷-

کی تیسری قسم سے متعلق اختلاف ہے یعنی امرد (نابالغ لڑکے) کی طرف بغیر شہوت کے دیکھنا جبکہ شہوت کے ابھرنے کا خطرہ ہو- اس بارے میں امام احمد بن حنبل کے دو قول ہیں- زیادہ صحیح یہ ہے کہ ایسی نظر جائز نہیں ہے اور یہی حکم امام شافعی اور دوسرے لوگوں سے بھی منقول ہے-

دوسرا قول یہ ہے کہ ایسی نظر جائز ہے کیوں کہ اصل شہوت کا نہ ابھرنا ہے اور کوئی چیز محض شک کی بنیاد پر حرام نہیں کی جاسکتی بلکہ ایسی نظر مکروہ ہوسکتی ہے- لیکن پہلا مذہب ہی راجح اور قوی ہے جس طرح کہ مذہب امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ میں راجح قول یہی ہے کہ اجنبی عورت کی طرف بغیر ضرورت کے دیکھنا جائز نہیں ہے اگرچہ شہوت بالکل معدوم ہو- کیونکہ شہوت کے ابھرنے کا خوف تو بہرحال موجود ہے- اسی وجہ سے اجنبی عورت سے تنہائی میں ملاقات کرنا بھی حرام ہے- کیونکہ یہ فتنے کا سبب بن سکتا ہے اور قاعدۂ مسلمہ ہے کہ جو عمل فتنہ کا ذریعہ بن سکتا ہو وہ حرام ہے اس لئے اگر کوئی واقعی ضرورت نہ ہو تو ہر اس راستے کو بند کرنا ضروری ہے جو کسی وجہ سے فتنے کا سبب بن سکتا ہو-

بنا بریں ہر وہ نظر جو فتنہ کا ذریعہ بن سکتی ہو اور کوئی خاص ضرورت بھی نہ ہو، وہ حرام ہے- ہاں اگر کوئی راجح ضرورت ہو تو جائز ہے- مثلاً پیغام نکاح دینے والے کا اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھنا، یا ڈاکٹر کا مریض خاتون کو دیکھنا وغیرہ- ایسی صورت میں دیکھنا جائز ہے- بشرطیکہ بغیر شہوت کے ہو اور اگر ضرورت و حاجت درپیش نہ ہو تو محل فتنہ کو دیکھنا جائز نہ

ہو گا۔

جہاں تک آنکھوں کا تعلق ہے انہیں کھلی رکھنا اور ان سے دیکھنا ایک ضرورت ہے اور جب آنکھیں کھلی ہوں گی تو بسااوقات اچانک بلا ارادہ نظر پڑ جائے گی - لہٰذا اسے مطلقاً نیچی رکھنا ممکن نہیں۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نظروں کے کچھ نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو آواز کچھ پست رکھنے کی وصیت کی تھی۔

اور جہاں تک اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرمان: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصۡوَٰتَهُمۡ عِندَ رَسُولِ ٱللَّهِ﴾ [1] کا تعلق ہے تو اس میں ان لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی آواز مطلقاً پست رکھتے ہیں۔ کیونکہ انہیں یہی حکم ہے۔ اور خدمت رسول میں حاضری کی وقت آوازیں بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مطلقاً آواز پست کرنا ایک خاص حکم ہے جو پسندیدہ ہے اور بندہ ہر وقت اور ہر حالت میں آواز پست رکھ سکتا ہے لیکن اسے اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے بلکہ بعض موقعوں پر اسے آواز بلند کرنیکا حکم دیا گیا ہے۔ یہ

---

[1] پوری آیت اس طرح ہے، ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصۡوَٰتَهُمۡ عِندَ رَسُولِ ٱللَّهِ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱمۡتَحَنَ ٱللَّهُ قُلُوبَهُمۡ لِلتَّقۡوَىٰۚ لَهُم مَّغۡفِرَةٞ وَأَجۡرٌ عَظِيمٌ﴾ (الحجرات-٣) جو لوگ رسول اللہ کے پاس دبی آواز سے بولتے ہیں وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے ادب کے لئے جانچ لیا ہے۔ ان کے لئے معافی اور بڑا ثواب ہے۔

الگ بات ہے کہ کہیں یہ حکم وجوب کا درجہ رکھتا ہے- اور کہیں استحباب کا-

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿ وَٱغۡضُضۡ مِن صَوۡتِكَۚ ﴾ (سورہ لقمان-١٩)

اور اپنی آواز کچھ پست رکھو- آواز اور نظر کا پست رکھنا دل میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے والی چیز کی جامع ہے- کیونکہ سماعت کے راستے کوئی بات دل میں داخل ہوتی ہے اور آواز کے ذریعے باہر آتی ہے جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے ان دونوں اعضاء کا اکٹھا ذکر کیا ہے- فرمایا:

﴿ أَلَمۡ نَجۡعَل لَّهُۥ عَيۡنَيۡنِ ۝٨ وَلِسَانٗا وَشَفَتَيۡنِ ﴾ (سورۃ البلد :٨-٩)

کیا ہم نے اسے دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے-

یعنی آنکھ اور نظر کے ذریعے دل معاملات کی خبر پاتا ہے اور زبان اور آواز معاملات کو دل سے باہر لاتے ہیں- تو معلوم ہوا کہ آنکھیں دل کی راہبر خبر پہونچانے والی اور ٹوہ لگانے والی ہوتی ہیں اور زبان دل کی ترجمانی کرتی ہے-

پھر آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

﴿ذلك أزكى لهم﴾ یہ ان کے لئے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ طریقہ ہے-

اس کا یہ بھی ارشاد ہے:

﴿ خُذۡ مِنۡ أَمۡوَٰلِهِمۡ صَدَقَةٗ تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾ (التوبة : ١٠٣)

آپ ان کے مالوں سے صدقہ لیکر انہیں پاک کریں اور انہیں بابرکت کریں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾ (الأحزاب: ۳۳)

اے اہل بیت اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے۔

آیت استیذان میں ارشاد ہے کہ:

﴿ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ٱرْجِعُوا۟ فَٱرْجِعُوا۟ ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ﴾۔(النور: ۲۸)

اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے:

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿ فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ ﴾ (الأحزاب: ۵۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لئے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔مزید ارشاد ہے کہ:

﴿ فَقَدِّمُوا۟ بَيْنَ يَدَىْ نَجْوَىٰكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ ﴾ (المجادلة: ۱۲)

جب تمہیں اللہ کے رسول سے سرگوشی کرنی ہو تو اس تخلیہ اور سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ پیش کرو یہ تمہارے لئے بہتر اور زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے:

«اللهم طهر قلبي من خطاياي بالماء والثلج والبرد» "[1]

اے اللہ میرے دل کو گناہوں سے پانی، برف اور اولے کے ذریعے پاک کر دے۔

اور نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی

«واغسله بماء وثلج وبرد ونقه من خطاياه كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس» "[2]

اے اللہ اسے پانی، برف اور اولے کے ذریعہ پاک کر دے اور اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔

---

[1] اس سلسلے کی روایات کے الفاظ اس سے قدرے مختلف ہیں۔ دیکھئے: صحیح البخاری: ۶۳۶۸ کتاب الدعوات باب التعوذ من المأثم والمغرم - سنن الترمذی: ۳۵۴۷ کتاب الدعوات باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب الدعاء للطبرانی: ۱۴۴۱۔

[2] صحیح مسلم: ۹۶۳ کتاب الجنائز باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ عن عوف بن مالک۔ سنن النسائی: ۴/ ۷۳ کتاب الجنائز باب الدعاء - سنن ابن ماجہ: ۱۵ کتاب الجنائز باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ۔

مذکورہ بالا آیات واحادیث میں طہارت سے مراد گناہوں سے پاکی ہے کیونکہ گناہوں کو رجس یعنی ناپاکی سے تعبیر کیا گیا ہے- واللہ أعلم بالصواب-

اور لفظ "زکاۃ" طہارت سے زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے جو طہارت یعنی گناہوں سے پاکی کو بھی شامل ہے اور اعمال صالحہ کی زیادتی اور ترقی کو بھی شامل ہے- مغفرت ورحمت، عذاب سے چھٹکارا- ثواب کا حصول، برائی سے دوری اور بھلائی کا حصول وغیرہ یہ سب معانی لفظ "زکاۃ" میں شامل ہیں-رہا مسئلہ " نظر فجاءۃ" یعنی اچانک پڑنے والی نظر کا تو وہ معاف ہے بشرطیکہ اپنی نظر کو پھیر لے جیسا کہ حدیث کی مستند کتابوں میں ہے: حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اچانک پڑ جانے والی نظر کا کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا کہ: " اصرف بصرك" [1] اپنی نظر پھیر لو- اسی طرح کتب " سنن" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم: ۲۱۵۱ کتاب الادب باب نظر الفجاۃ- سنن ابو داوود: ۲۱۴۸ کتاب النکاح باب مایؤمر بہ من غض البصر- سنن الترمذی: ۲۷۷۶ کتاب الادب باب نظر الفجاۃ-

«يا علي لا تتبع النظرة النظرة فإنما لك الأولى وليست لك الثانية»[1]

اے علی ایک بار نظر پڑ جانے کے بعد دوبارہ نظر کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ کیونکہ پہلی نظر تو تمہیں معاف تھی لیکن اب دوسری معاف نہیں۔

اور مسند احمد وغیرہ کی روایت میں ہے کہ:

" النظر سهم مسموم من سهام ابليس "[2]

"نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے"

اور مسند احمد کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

"من نظر إلى محاسن امرأة ثم غض بصره أورث الله قلبه حلاوة عبادة يجدها إلى يوم القيامة"[3] اوکما قال۔

جس شخص کی نظر کسی اجنبی عورت کے حسن و زینت پر پڑی اور پھر

---

[1] سنن ابو داودد: ۲۱۴۹ کتاب النکاح باب مایؤمر به من غض البصر۔ سنن الترمذی: ۲۷۷۷ کتاب الادب باب نظر الفجاءة۔ مسند احمد: ۵/۳۵۳

[2] مسند احمد میں یہ روایت مجھے نہیں مل سکی اور نہ ہی اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے علامہ البانی نے اس کی نسبت مسند احمد کی طرف کی ہے۔ البتہ یہ حدیث مستدرک الحاکم وغیرہ میں موجود ہے۔

مستدرک الحاکم ۴/۳۱۴، مسند الشہاب: ۲۹۲-۱/۱۹۵ عن حذیفہ

[3] مسند احمد ۵/۲۶۴، الطبرانی ۷/۲۴۷ من ابی امامة۔

علامہ البانی فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں سخت ضعیف ہیں۔ دیکھئے سلسلة الاحادیث الضعیفہ رقم ۱۰۶۴، ۱۰۶۵۔

اس نے اپنی نظر پھیر لی تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے دل میں ایسی لذت عبادت پیدا کر دے گا کہ اس کا اثر وہ قیامت تک محسوس کرتا رہے گا۔

اسی لئے کہا گیا ہے کہ جن صورتوں کا دیکھنا حرام ہے جیسے کہ عورت اور خوبصورت نابالغ لڑکا وغیرہ ان سے نظر پھیر لینے سے تین بڑے اہم فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ایمان کی چاشنی اور لذت، جو اللہ واسطے چھوڑی ہوئی اس لذت سے بہت ہی شیریں اور بہتر ہے۔

چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«من ترك شيئا لله عوضه الله خيرا منه». [۱]

جو شخص کوئی چیز صرف اللہ کے لئے چھوڑ دیتا ہے تو اللہ اس کے بدلے اس سے بہتر چیز عطا فرماتا ہے۔

۲۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دل میں نور اور فراست پیدا ہوتی ہے۔ قوم لوط سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ (الحجر : ۷۲)

---

[۱] مسند احمد ۶/۳۶۳ وغیرہ میں ایک صحابی سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إنك لن تدع شيئا لله عز وجل إلا أبدلك الله به ما هو خير لك».

اگر تم کوئی چیز صرف اللہ رب العزت کے لئے چھوڑ دو گے تو اللہ اس کے بدلے اس سے بہتر چیز تمہیں عطا کرے گا۔

"تیری جان کی قسم یہ لوگ اپنے نشے میں مدہوش ہیں-"

معلوم ہوا کہ صورتوں سے لگاؤ، عقل کے اندر فساد، کوتاہ نظری اور دل کی مدہوشی بلکہ جنون کا سبب بن جاتا ہے- اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کو بچا کر رکھنے والی آیت کے بعد آیت نور کا ذکر فرمایا ہے کہ:

"اللہ نور السموات والارض"-

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے-

شاہ بن شجاع الکرمانی [1] کی فراست اور دور بینی کبھی غلطی نہیں کرتی تھی وہ فرماتے تھے کہ جس نے اپنے ظاہر کو سنت کی پیروی سے سجایا، اور باطن پر ہمیشہ پہرہ داری رکھی، اور اپنی نظر کو حرام سے محفوظ رکھا، اور نفس کو شہوات سے بچائے رکھا- اور اس کے بعد ایک [2] پانچویں چیز کا بھی ذکر فرمایا جو غالباً اکل حلال ہے تو اس کی فراست نظر کبھی غلطی نہیں کر سکتی-

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ بندے کو اس کے عمل کی قسم سے بدلہ دیتا ہے اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی نورِ بصیرت کو اور جلا دیتا

---

[1] آپ کی کنیت ابوالفوارس ہے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے لیکن تمام دنیاوی نعمت کو چھوڑ کر تن من سے تصوف کے راستے پر لگ گئے ۲۷۰ھ کے بعد آپ کی وفات ہوئی-

حلیۃ الاولیاء ۲۳۸/۱۰' صفوۃ الصفوۃ ۶۷/۴

[2] علامہ البانی فرماتے ہیں کہ یہ مصنف علیہ الرحمہ کی طرف سے ہے کیونکہ غالباً انھوں نے اپنی یادداشت سے نقل کیا ہے- حلیۃ الاولیاء کے الفاظ یہ ہیں' وعود نفسہ أکل الحلال یعنی حلال کھانے کی اپنی عادت بنالی-

ہے، علم و معرفت کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے اور اس قسم کی اور بہت سی چیزیں جن کا تعلق قلبی بصیرت سے ہوتا ہے بندے کو حاصل ہو جاتی ہیں۔

۳۔ نظر کو فواحش سے محفوظ رکھنے کا تیسرا فائدہ۔ دل کی قوت، ثابت قدمی، پختہ عزمی اور دلیری کا حصول ہے، ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ قوت دلیل کے ساتھ ساتھ قوت بصیرت بھی عطا فرماتا ہے چنانچہ خواہشاتِ نفس کو پچھاڑ دینے والے بندے کے سائے سے شیطان بھی بھاگتا ہے۔ جبکہ وہ شخص جو اسیر ہوس ہو اس کے اندر ذلت نفس، بزدلی اور خست و اہانت جیسی کمزوریاں پائی جاتی ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نافرمانوں کے لئے سزا بنا رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عزت اپنے اطاعت گذار بندوں کے لئے اور ذلت و خواری اپنے نافرمانوں کے لئے لکھ رکھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَآ إِلَى ٱلْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ ٱلْأَعَزُّ مِنْهَا ٱلْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ ٱلْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِۦ وَلِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (المنافقون : ۸)

یہ منافق کہتے ہیں کہ ہم مدینہ واپس پہنچ جائیں تو جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو وہاں سے نکال باہر کرے گا۔ حالانکہ عزت تو اللہ، اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

﴿وَلَا تَهِنُوا۟ وَلَا تَحْزَنُوا۟ وَأَنتُمُ ٱلْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣٩﴾﴾ (آل

عمران-۱۳۹)

دل شکستہ نہ ہو غم نہ کرو اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے-

اسی لئے علماء کا کہنا ہے کہ لوگ بادشاہوں کے دروازے پر عزت تلاش کرتے ہیں حالانکہ وہ صرف اللہ کی اطاعت میں ہے- حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ: [1] اگرچہ عمدہ سدھائے ہوئے گھوڑے انہیں تیزی سے لے کر اڑیں اور اپنی ٹاپوں کے ساتھ انہیں لے کر آگے بڑھیں لیکن ذلت و رسوائی ان کی گردنوں پر سوار رہے گی اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ وہ اپنے نافرمانوں کو رسوا کرے گا- اور جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس طاعت والے کام میں اس سے دوستی کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی تو اللہ نے اس سے بقدر معصیت دشمنی کی-

اور دعائے قنوت میں وارد ہے کہ:

"انه لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت"

کہ جس کی اے اللہ تو نے سرپرستی کی وہ رسوا نہیں ہو سکتا- اور جس سے تو نے دشمنی کی وہ عزت نہیں پا سکتا-

اور برائی کے دلدادہ جو اپنی نظر نیچے نہیں رکھتے اور اپنی شرمگاہوں کی

---

[1] باپ کا نام یسار اور کنیت ابو سعید ہے- اہل بصرہ کے امام اور وقت کے علامہ تھے- آپ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے- ۲۱ھ میں مدینہ المنورہ میں پیدا ہوئے- حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سائیہ عاطفت میں پلے بڑھے- ۱۱۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی- الاعلام ۲/۲۲۶

حفاظت نہیں کرتے ہیں انہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان اوصاف حمیدہ کے برعکس بیماریوں سے موصوف کیا ہے یعنی مستی میں مبتلا اندھے پن کا شکار، جاہل بے عقل، گمراہ، بغض و حسد میں گھرے ہوئے اور بصیرت سے محروم، مزید برآں انہیں خبیث، فاسق، حد سے تجاوز کرنے والا، اپنے اوپر زیادتی کرنے والا مفسد و مجرم، برائی کا شکار، اور فحاشی میں مبتلا وغیرہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ قوم لوط سے متعلق ارشاد ہے۔

﴿بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ﴾ (النمل : ۵۵).

تم لوگ پرلے درجے کے جاہل ہو۔"

اس آیت مبارک میں انہیں جاہل کہا گیا۔ انہیں سے متعلق ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ (الحجر : ۷۲)

"تیری عمر کی قسم وہ لوگ اپنے نشے میں مدہوش ہیں۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ﴾ (هود : ۷۸)

"کیا تم میں ایک بھی نیک چلن نہیں ہے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ﴾ (القمر : ۳۷)

---

[۱] یہاں پر اصل کتاب میں غلطی سے سورہ یس کی آیت نقل ہوگئی تھی جس کا تعلق قوم لوط سے نہیں ہے اس لئے اسے حذف کر کے سورہ القمر کی آیت درج کر دی گئی۔

تو ہم نے ان کی آنکھیں بے نور کر دیں[1]

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ بَلۡ أَنتُمۡ قَوۡمٞ مُّسۡرِفُونَ﴾ (الأعراف: ٨١)

تم لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿ فَانظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلۡمُجۡرِمِينَ﴾ (الأعراف: ٨٤)

پھر دیکھو مجرموں کا انجام کیسا ہوا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ إِنَّهُمۡ كَانُواْ قَوۡمَ سَوۡءٖ فَٰسِقِينَ﴾ (الأنبياء: ٧٤)

وہ لوگ بہت ہی برے اور نافرمان تھے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ أَئِنَّكُمۡ لَتَأۡتُونَ ٱلرِّجَالَ وَتَقۡطَعُونَ ٱلسَّبِيلَ وَتَأۡتُونَ فِي نَادِيكُمُ ٱلۡمُنكَرَۖ﴾ (العنكبوت: ٢٩)

کیا تم لوگ شہوت رانی کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے ہو، رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برا کام کرتے ہو۔

اسی سورت میں آگے فرمایا کہ:

﴿ ٱنصُرۡنِي عَلَى ٱلۡقَوۡمِ ٱلۡمُفۡسِدِينَ﴾ (العنكبوت: ٣٠)

اے میرے رب شریر لوگوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔

اور آگے فرمایا:

﴿بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ﴾ (العنکبوت : ٣٤)

یعنی ان کے اوپر آسمان سے آفت اتاری گئی ان کی نافرمانی کی پاداش میں۔

اور ارشاد ہے:

﴿مُسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ﴾ (الذاریات : ٣٤)

حد سے گذرنے والوں کے لئے وہ پتھر تیرے رب کی طرف سے نشان زدہ تھے۔

بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نظر بازی اور لونڈے بازی شرک تک پہنچا دیتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ﴾ (البقرۃ : ١٦٥)

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا اوں کا ہمسر اور مد مقابل بنا لیتے ہیں اور ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسے کہ اللہ سے محبت کرنی چاہیئے۔

اسی لئے صورتوں کا عشق اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب دل میں اللہ کی محبت اور ایمان کمزور پڑ جائے۔۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسی والہانہ محبت کا ذکر قرآن عزیز میں یا تو عزیزِ مصر کی مشرکہ بیوی کے تعلق سے کیا ہے یا پھر لوط علیہ السلام کی مشرک قوم کے تعلق سے کیا ہے۔ اور یہ حقیقت

ہے کہ پختہ عاشق اپنے معشوق کا غلام' اس کے اشارے پر ناچنے والا' اور دل سے اس کا اسیر ہو جاتا ہے۔

واللہ اعلم۔
مقصود الحسن الفیضی
۸ / ۱۲ / ۱۴۱۴ھ
جمعیۃ الغاط الخیریۃ۔

# شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ اہل حدیث، جموں و کشمیر سے شائع کتابیں

## پردہ

تالیف
فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین
ترجمہ
فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالرشید اظہر
فاضل مدینہ یونیورسٹی

شعبہ نشر و اشاعت
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

## سُنّتِ نبوی ﷺ

پر عمل واجب اور
اُس کا انکار کفر ہے

تالیف
سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
ترجمہ
شیخ غلام مصطفیٰ حسن

شعبہ نشر و اشاعت
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

## مسلمان عورت کا پردہ اور لباس

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کی ایک نادر کتاب
حجاب المرأة المسلمة ولباسها في الصلاة
اردو ترجمہ

ترجمہ
مقصود الحسن الفیضی
نظرثانی و تقدیم
فضیلۃ الشیخ صفی الرحمن المبارکپوری

شعبہ نشر و اشاعت
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

## فضائل قرآن

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب

شعبہ نشر و اشاعت
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

## مختصر کتاب الکبائر

تالیف
امام شمس الدین ذہبی
ترجمہ
سعید احمد قمر الزمان

شعبہ نشر و اشاعت
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

## آٹھ مفید رسالے

بدعات کی تردید

تالیف
علامہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
ترجمہ
صغیر احمد عبدالغنی سراجی

شعبہ نشر و اشاعت
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

## آداب زیارۃ القبور

تالیف
مولانا محمد اسمٰعیل شہید دہلوی

شعبہ نشر و اشاعت
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

## نذر، نیاز اور دعا کی قبولیت

مؤلف
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

شعبہ نشر و اشاعت
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

## شرک اور اس کے وسائل کے بیان میں

ائمہ حنفیہ کی کوششیں

تالیف
ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمن الخمیس
اردو ترجمہ
سعید مرتضیٰ ندوی

شعبہ نشر و اشاعت
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

# شعبہ نشر واشاعت جمعیۃ اہل حدیث، جموں وکشمیر سے شائع کتابیں

حکم النبی ﷺ
بکفر
من لا یصلی
المعروف "بے نماز کا حکم"
مولانا عبدالستار
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

بسم اللہ الرحمن الرحیم
عقائد واحکام کے لئے
حدیث
ایک مستقل حجت
تحریر
محدث عصر علامہ ناصر الدین البانی دمشقی
ترجمہ
بدیع الزمان نیپالی
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

میں اہل حدیث
کیوں ہوا؟
تصنیف
حضرت العلام مولانا عبدالرحمن فاضل دیوبندی
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

توحید کیا ہے؟
حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تصنیف
حجۃ اللہ البالغۃ
کے باب التوحید باب حقیقۃ الشرک اور باب اقسام الشرک
کا اردو ترجمہ مع تعلیقات
از افادات
مولانا سید داؤد غزنوی
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

مروجہ
قرآن خوانی
اور
ایصالِ ثواب
از افادات
شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
فضیلۃ الشیخ محمد الدین حنفی صاحب
مولانا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

وہ ایک سجدہ!
شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ
مترجم
محمد فاروق خاں، ایم۔اے
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

ائمہ حنفیہ کی کوششیں
شرک اور اس کے وسائل
کے بیان میں
ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمن الخمیس
اردو ترجمہ
سعید مرتضیٰ ندوی
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

خواتین کے
مخصوص مسائل
تالیف
ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان
ترجمہ
ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس مبارکپوری
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

قربانی کے
فضائل ومسائل
ترتیب
مختار احمد ندوی
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

# جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر کے اہداف ومقاصد

۱۔ ریاست کے طول وعرض، قریہ قریہ، بستی بستی تک اسلام کی روشن تعلیمات حکمت اور احسن اسلوب میں پہنچانا۔

۲۔ توحید وسنت کی آبیاری اور بدعات وظلمات کا قلع قمع کرنا۔

۳۔ پاکیزہ اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں بھرپور حصہ لینا۔

۴۔ اسلامی علوم کی ترویج اور جدید علوم سے استفادہ تاکہ معاشرے سے جہالت، فقر وفاقہ اور امراض مزمنہ کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

۵۔ عربی زبان عام کرنا۔ اسلئے کہ اُمت مسلمہ کا سرمایہ افتخار سارا کا سارا عربی زبان میں ہی ہے۔

۶۔ معاشرتی برائیوں اور سماجی بدعات کے خاتمہ کے لئے ملی کردار ادا کرنا، تاکہ سسکتی انسانیت کو رمق حیات مل سکے۔

۷۔ قوم وملت کے عمومی مسائل کے حل کیلئے اُمت کے مختلف طبقات ومسالک سے وسیع تر مشاورت سے قرآن وسنت کی روشنی میں اتحاد واتفاق کی فضا قائم کرنا۔

۸۔ مذکورہ بالا اہداف کی حصولیابی کی خاطر ٹرانس ورلڈ مسلم یونیورسٹی کا قیام، مدارس ومساجد کی تعمیر، اسلامی کانفرنسز، سیمینارز، سمپوزیمز کا انعقاد، کتب وپمفلٹس کی طباعت نیز رسائل وجرائد کا اجراء، مختلف اوقات میں حالات اور تقاضوں کو مدنظر رکھ کر عمل میں لایا جائے گا۔ انشاء اللہ

۹۔ علماء کی تیاری، خطباء کی تربیت، کارکنوں کی تنظیم سازی، اثاثہ جات کی حفاظت اور وسائل کی دستیابی سے متعلق ضروری اقدامات عمل میں لائے جائیں گے۔

نوٹ:- اگر آپ ہمارے ان مقاصد سے متفق ہیں تو آیئے! ہمارے اِن اصلاحی خاکوں میں رنگ بھرنے کے لئے ہمارا ساتھ

عبدالرحمٰن

(عبدالرحمٰن، ناظم اعلیٰ)

تحفہ
0194-2473667




# JAMIAT AHLIHADITH JAMMU & KASHMIR

Barbar Shah, Srinagar, Kashmir-1990001

www.transworldmuslimuniversity.edu.in ◆ www.ahlhadithjk.org